۳

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

حضرت مسیحؑ
کی
قبر کشمیر میں نہیں

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ شہر سری نگر (ملک کشمیر) محلہ خانیار میں جو شہزادہ یوز آصف کی قبر ہے وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر نہیں ہے۔ نیز کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ کے حوالے سے شہزادہ یوز آصف کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔ اور مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کے باطل خیالات کی تردید کی گئی ہے۔

از تصنیف

(مولوی) حبیب اللہ کلرک محکمہ انہار امرتسر

ماہ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۳۳ء

(ثنائی برقی پریس امرتسر میں باہتمام ابو رضاء عطاء اللہ پرنٹر چھپی)

قیمت ۵/

ANTI AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیحؑ کی قبر کشمیر میں نہیں

فرقہ مرزائیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۸۳۹ء بمطابق ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تھے آپ نے شروع میں تین استادوں سے علم حاصل کیا ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک "براہین احمدیہ" نامی ضخیم کتاب لکھی۔ آپ نے مسیح موعود، مہدی مسعود، محدث، امام الزماں، مجدد، ملہم، مامور۔ نبی، رسول، کرشن، اوتار وغیرہ ہونے کے تیس سے زیادہ دعاوی کئے۔ آپ نے اپنی اکثر کتابوں میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات پر زیادہ زور دیا ہے۔ اور دعوے مسیحیت کی بنیاد اسے ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے اگر حضرت عیسےٰ در حقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ در حقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔" (تحفہ گولڑویہ۔ طبع ثانی صفحہ ۱۲۶ کا حاشیہ)۔

اس وقت ناظرین کی توجہ ایک اور امر کی طرف مبذول کرتا ہوں اور وہ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتابوں مثلاً ایام الصلح۔ کشتی نوح۔ اعجاز احمدی۔ تذکرۃ الشہادتین۔ حقیقۃ الوحی۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ

پنجم۔ نصرۃ الحق۔ مواہب الرحمٰن۔ کتاب البریہ۔ ست بچن۔ راز حقیقت۔ کشف الغطاء۔ الہدیٰ۔ تحفہ گولڑویہ۔ مسیح ہندوستان میں۔ تحفہ غزنویہ اور نور القرآن میں لکھا ہے کہ:

"جو سری نگر میں محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ در حقیقت بلا شک و شبہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔" (راز حقیقت ص ۲۰)۔

اس عقیدے اور دعوے پر جو دلائل مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں ان کو نمبروار درج کر کے ساتھ ہی ان کا جواب بھی لکھا جاتا ہے۔ وما توفیقی اِلاّ باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

قادیانی دلیل نمبر ۱

کتاب کشتی نوح صفحہ ۱۶ کا حاشیہ و صفحہ ۶۹۔ اعجاز احمدی صفحہ ۱۹۔ تذکرہ الشہادتین ص ۲۷۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ کا حاشیہ و صفحہ ۲۳۲۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۴۲۹۔ ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۴۳۶۔ ریویو بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء ص ۴۹۱۔ اخبار الحکم مورخہ ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء ص ۱۱۰۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۵ء ص ۱۔ الحکم مورخہ ۲۴ ستمبر۔ ۱۹۰۲ء ص ۸۔ الحکم مورخہ ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۵۔ اخبار بدر مورخہ ۱۲/دسمبر ۱۹۰۲ء ص ۵۰۱۔ الحکم مورخہ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ:

"خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسیٰؑ) مر گیا اور اس کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَآوَیْنَا

ھُمَاۤ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ (۱)۔ یعنی ہم نے عیسٰیؑ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی۔ اور مصفّٰے پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریمؑ کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسٰیؑ کی طرح مفقود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ کا حاشیہ)

قادیانی دلیل کی تردید

الزامی جواب۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کیا لکھ دیا کہ حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب ہی کی کتاب "اتمام الحجۃ کے ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ کے حاشیے پر لکھا ہے۔ کہ ان کے ایک مرید مولوی سید محمد السعید طرابلسی نے ان کی طرف ایک خط لکھا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا:۔

"جو کچھ آپ نے عیسٰی علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بیت اللحم (۲)۔ میں پیدا ہوئے۔ اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسٰیؑ کی قبر بلدہ قدس میں ہے۔ اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسٰیؑ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں اور

---

(۱) یہی دلیل حکیم خدا بخش صاحب مرزائی نے اپنے کتاب "عسل مصفّٰے" کے حصہ اول کے ص ۱۹۳ اور ۵۷۰ پر پیش کی ہے۔ (۲) مولوی غلام رسول صاحب مرزائی فاضل راجیکے نے بھی یہی لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح بیت اللحم میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو ان کا رسالہ العقید ص ۳۰ و ۳۳۔

بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا۔ اور اس کو اور شلم بھی کہتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا۔ اور پھر فتوح الامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام قدس کے نام سے مشہور ہے اور عجمی لوگ اس کو بیت المقدس کے نام سے بولتے ہیں۔"

نوٹ نمبر ا۔ سید مولوی محمد سعید صاحب مرزائی کے خط سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کی قبر شہر یروشلم کے بڑے گرجے میں ہے اور حضرت مسیح ناصری بیت اللحم نامی قصبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ کے حاشیہ پر یہ لکھنا کہ حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔" سراسر غلط ہے۔ اس طرح مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ "مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا۔" (کتاب منظور الٰہی ص ۱۰۱ و ۲۴۹۔ و ۲۵۳) صحیح نہیں ہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ اس سے پیشتر مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص ۴۷۳ پر لکھا تھا کہ۔

"یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔"

سو اس کے بارے میں میں ذیل میں مرزا صاحب کا ایک قول درج کرتا ہوں آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلادِ شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ در گور کا نمونہ تھا جس سے وہ نکل آئے۔" ست بچن حاشیہ متعلقہ ص ۱۶۴، نور القرآن ص ۴۷ کا حاشیہ، تبلیغ رسالت جلد ۴۔ ص ۸۸ کا حاشیہ)

تحقیقی جواب

(۱) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی اکثر کتابوں میں اور ان کے مریدوں میں سے حکیم خدا بخش صاحب مرزائی نے کتاب "عسل مصفا" قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے اپنی کتاب "ظہور المسیح" اور ظہور المہدی" سید صادق حسین صاحب مرزائی مختار عدالت اٹاوہ نے رسالہ کشف الاسرار مولوی غلام رسول فاضل راجیکے نے رسالہ "التنقید" اور ان کے علاوہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء و ۱۹۰۶ء و ۱۹۲۵ء اخبار الحکم۔ بدر۔ فاروق اور الفضل کے متعدد پرچوں میں اس امر پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم کی قبر ملک کشمیر کے شہر سرینگر کے محلّہ خانیار میں ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ دل کھول کر دلائل قویہ کے ساتھ قادیانی مذہب کا باطل ہونا لکھوں۔ اب قادیانی دلیل کی تردید کی جاتی ہے۔ ذرا غور سے سنیے۔

(۲) قرآن مجید کی سورۃ المومنون۔ پارہ ۱۸ کے رکوع ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّ آوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِينٍ۔ (ترجمہ) اور ہم نے حضرت ابن مریم (یعنی مسیحؑ) اور اس کی ماں کو نشانی کیا۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایسی بلند زمین کی طرف پناہ دی جو رہنے کی جگہ تھی اور جہاں پانی جاری تھا۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ نبی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا۔ ان کی تلاش میں پڑا ان کو بشارت ہوئی۔ کہ اس ملک سے نکل

جاؤ۔ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریمؑ کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسےؑ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا۔

(موضح القرآن مطبع کریمی بمبئی ص ۴۵۰۔ تفسیر ترجمان القرآن جلد ۹ ص ۸۴۵)

(۴) کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ (مطبوعہ ۱۲۹۰ھ مطبع شاہجہانی بھوپال) کے ص ۲۹ پر ہے۔

"عیسیٰ بن مریم۔ ولادت او بعد مضی سہ صد و سہ سال از سکندر است و قتل یحییٰ قبل از رفع او بہ سہ سال شد و نصاری یحییٰ را یوحنا نامند وقصہ ولادت عیسیٰ منصوص قرآن است ووے روح و کلمہ وعبدِ خدا است و نبی مرسل صاحب انجیل است و مریم عیسیٰ را اول بمصر برد و بعد دوازدہ سال بشام آورد در قریہ ناصرہ نزول کرد۔ ولھا سمیت النصاری چوں عیسیٰ دریں جا سی سالہ شد۔ اور اوحی آمدن گرفت۔"

(۵) حضرت امام ابو جعفر محمدؒ بن جریر طبری کی کتاب تاریخ الامم والملوک جلد ۲ ص ۲۰ و ۲۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول ص ۱۳۵ و ۱۳۶۔ عماد الدین ابو الفداء کی تاریخ جلد اول ص ۳۵۔ تاریخ ابن خلدون کی جلد دوم کے ص ۱۴۶ پر بھی حضرت مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے ہمراہ ملک شام کو چھوڑ کر ملک مصر کی طرف جانا۔ اور پھر وہاں سے واپس آکر شہر ناصرہ میں قیام پذیر ہونا لکھا ہے۔

(۶) اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ملک شام کے ایک قصبہ بیت الحم نامی میں پیدا ہوئے تھے (اتمام الحجۃ ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ کا

حاشیہ۔رسالہ التنقید ص ۴۲و۴۳)

آپ کی پیدائش کے وقت ہیرودیس ایک ظالم بادشاہ حکمران تھا وہ حضرت مسیح کے قتل کرنے کے درپے ہوا۔ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام ملک شام کو چھوڑ کر ملک مصر کو چلے گئے وہاں بارہ سال تک رہے بادشاہ ہیرودیس کے مرنے کے بعد دونوں اپنے وطن واپس آئے چونکہ ان دنوں یروشلم وغیرہ پر ہیرودیس کے بیٹے ارخلاوس کی حکومت تھی۔ اس لئے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام اور حضرت عیسے دونوں صوبہ یہودیہ میں کوہ کارمل کے ایک فرحت افزا مقام "ناصرہ" نامی کی طرف تشریف لے گئے وہاں اٹھارہ سال تک رہے حضرت مسیح تیس سال کی عمر میں ان قوموں کی تبلیغ کے لئے مامور ہوئے تھے۔ (عسل مصفیٰ حصہ اول ص ۵۷۰ کتاب طبقات الکبریٰ لام ابن سعد جلد اول ص ۳۶) اسی واسطے حضرت عیسیٰؑ کو مسیح ناصری بھی کہتے ہیں۔

(۷) رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۴ اور کتاب "مسیح ہندوستان" میں کے ص ۲۱ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"انجیل متی میں لکھا ہے کہ خداوند کے ایک فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا۔ اٹھ اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور وہاں جب تک میں تجھے خبر نہ دوں۔ ٹھہرا رہ۔ کیوں کہ ہیرودوس اس لڑکے کو ڈھونڈے گا کہ مار ڈالے۔"

(۸) رسالہ ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء کے ص ۲۹۲و۲۹۳ پر ہے:۔

"گلیل کے علاقہ میں ایک شہر ناصرہ نام تھا۔ جو دراصل ایک پہاڑی پر بستا تھا لوقا ۲۹/۴ اس جگہ کو مریم مقدسہ نے مصر سے واپس آ کر اپنا جائے قرار بنایا تھا۔ ناصرہ بستی کا نام ناصرہ اس لئے ہوا کہ یہ لفظ نصر سے

مشتق ہے جس کے معنے ہیں چھوٹا پودا۔ چنانچہ یسعیاہ ۱/۱۱ میں بعینہ یہ لفظ عبرانی میں موجود ہے۔ چونکہ مسیح اور اس کی والدہ مقدسہ مریم ایک مدت تک اس بستی میں رہے تھے۔ اس لئے مسیح بھی مسیح ناصری کہلوایا۔" (یوحنا ۴۰/۱)

قادیانی دلیل نمبر ۲

(ا) مرزا صاحب قادیانی۔ اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے ص ۶۷و۶۸ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے اس ارادہ سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھاویں یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حد فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے راستے سے آویں تو قریباً اسی کوس یعنی ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سو کوس کا فاصلہ ہے لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا۔ تاکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیض یاب ہو جائیں اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے اس لئے کشمیر میں آکر بآسانی تبت میں جاسکتے تھے اور پنجاب میں داخل ہو کر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں۔ ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہو گا اور پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے اس لئے یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں

گے اور اخیر مارچ یا اپریل کے ابتداء میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا۔ اور چونکہ وہ ملک بلادِ شام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کرلی ہوگی اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں گے۔ اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔"

(۲) کتاب تحفہ گولڑویہ (طبع ثانی) ص ۲۱۳و۲۱۴ پر ہے:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب کی موت سے بچنے کے متعلق ایک پیشگوئی یسعیاہ باب ۵۳ میں اس طرح پر ہے اور اس کے بقائے عمر کی جو بات ہے سو کون سفر کرکے جائے گا۔ کیوں کہ وہ علیحدہ کیا گیا ہے قبائل کی زمین سے اور کی گئی شریروں کے درمیان اس کی قبر پر وہ دولتمندوں کے ساتھ ہوا اپنے مرنے میں (۱) جبکہ تو گناہ کے بدلے میں اس کی جان کو دے گا (تو وہ بچ جائے گا) اور صاحب اولاد ہوگا۔ اس کی عمر لمبی کی جائے گی۔ وہ اپنی جان کی نہایت سخت تکلیف دیکھے گا (یعنی صلیب پر بیہوشی۔ پر وہ پوری عمر پائے گا۔")

(۳) حکیم خدا بخش صاحب مرزائی۔ اپنی کتاب عسل مصفیٰ (طبع ثانی) کے حصہ اول صفحہ ۴۵۱ و ص ۴۵۲ پر لکھتے ہیں:۔

"بست ویکم۔ اکیسواں۔ یہ کہ مسیح صاحب اولاد ہوگا۔ جس کی تصدیق توریت سے یوں ہوتی ہے جب کہ تو گناہ کے بدلے میں اس کی جان

---

(۱) اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ صلیب سے اتار کر مسیح کو سزا یافتہ مردوں کی طرح قبر میں رکھا جائے گا۔ مگر چونکہ وہ حقیقی طور پر مردہ نہیں ہوگا اس لئے اس قبر میں سے نکل آئے گا اور آخر عزیز صاحب شرف لوگوں میں اس کی قبر ہوگی اور یہی بات ظہور میں آئی۔ کیوں کہ سرینگر محلہ خانیار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس موقعہ پر قبر ہے۔

کودے گا تو وہ بچ جائے گا اور صاحبِ اولاد ہو گا اس کی عمر لمبی کی جائے گی۔ وہ اپنی جان کی نہایت سخت تکلیف دیکھے گا۔ دیکھو کتاب یسعیاہ باب ۵۳ درس ۱۰۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی لغزش کی وجہ سے مسیح پر ایک جانکاہ دکھ آئے گا۔ یہ منطوق آیت مااصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم مگر وہ بفضل خدا اس مصیبت سے بچ جائے گا۔ اور اس کی عمر دراز ہو گی۔

بست ودوم۔ یسعیاہ باب ۵۱ ورس ۱۵ میں ہے جھکایا ہوا بند ہوا کہاں سے آزاد کیا جائے گا۔ وہ غار میں نہ مرے گا اور اس کی روٹی کم نہ ہو گی۔ چنانچہ احادیث ذیل سے ظاہر ہے کہ اس واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس اور زندہ رہا اور صاحبِ اولاد بھی ہوا چنانچہ افغانستان میں اب تک عیسیٰ خیل قوم موجود ہے۔"

قادیانی دلیل کی تردید

(الف) مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے ص ۶۸ کی سطر ۵ میں یہ تو لکھ دیا۔ کہ "اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔" مگر یہ نہ بتایا کہ پرانی تاریخیں کس زبان میں ہیں، ان کے مصنف کون ہیں اور کس زمانے میں ہوئے ہیں اور کہاں ہوئے ہیں۔ خالی زبانی باتیں کون مان سکتا ہے ذرا ان "پرانی تاریخوں" کی اصلی عبارتیں تو نقل کر دیتے جو بتلاتی ہیں کہ (بقول آپ کے) حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہو گا۔

(ب) مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "سیر کیا ہو گا، گئے ہوں گے، ٹھہرے ہوں گے، کوچ کیا ہو گا، کر لی ہو گی، رہے ہوں گے" واہ صاحب واہ کیسے زبردست دلائل مرزا صاحب پیش کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ملاحظہ ہو کہ:۔

"اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ہی کی اولاد ہوں۔"

قربان جایئے ایسے استدلال پر۔ افغانوں میں تو محمد زئی۔ عمرزئی۔ اور یوسف زئی قومیں بھی تو ہیں۔ واضح ہو کہ ایک امر کا ممکن ہونا اور چیز ہے اور فی الواقع اس امر کا واقع ہونا اور چیز ہے (دیکھو رسالہ ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۳۴۸۔)

(ج) واضح ہو کہ پرانے عہد نامے میں سے یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا باب ۵۳ حضرت مسیح ناصری کے حق میں نہیں ہے جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مرید حکیم خدا بخش صاحب مصنف "عسل مصفیٰ" نے لکھا ہے بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو سارا باب ۵۳ یسعیاہ کی کتاب کا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے (دیکھو رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء ص ۲۰) آج سے کئی سال پیشتر جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین محمد ابوالمنصور نے اپنی مشہور و معروف کتاب "میزان المیزان درجواب میزان الحق" کے ص ۷ و ص ۱۸ پر دلائل سے ثابت کیا تھا کہ یسعیاہ ۵۳ باب میں کہیں حضرت عیسیٰ کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ وہ حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ایک پیشگوئی ہے۔

(د) (حضرت مسیح نے نہ شادی کی اور نہ آپ کی اولاد ہوئی۔) اب ذیل میں خود مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی تحریروں سے اس امر کو ثابت کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نہ کوئی بیوی تھی اور نہ آپ کی کوئی اولاد تھی۔

(۱) "اور کوئی اس کی (یعنی مسیح کی) بیوی بھی نہیں تھی۔"

(ریویو جلد ۱۔ نمبر ۳۔ صفحہ ۱۲۴)

(۲) "اور ظاہر ہے کہ دنیوی فرشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔" (تریاق القلوب ص ۹۹ کا حاشیہ)

(۳) "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق یہی ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی کوئی ظاہری اولاد نہ تھی۔"

(الفضل مورخہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۲۵ء ص ۶)

(۴) "کیا مریم کا بیٹا مسیح جس کا کوئی باپ نہ تھا نہ بیوی اور نہ بچہ تھا۔ اس دنیا کے ایک عام آدمی کے لئے کامل نمونہ ہو سکتا ہے۔"

(ریویو ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۱)

(۵) "یہ وہی بات ہے جو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ السلام نے شادی نہیں کی پھر کس طرح معلوم ہو کہ وہ اپنی بیوی بچوں سے اچھا سلوک کر سکتے تھے۔"

(الفضل ضمیمہ ۸/ مئی ۱۹۲۸ء ص ۹۴)

(۶) "عام خیال حضرت مسیح کے متعلق یہی تھا کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا۔" (ریویو جلد ۴ نمبر ۶ صفحہ ۲۷۳)۔

(۷) "دیکھو مسیح نے ایک بھی بیوی نہیں کی۔"

(الحق دہلی ۱۲/ اپریل ۱۹۱۲ء ص ۱۱)

(۸) "یسوع فرقہ صوفیا بنام اسیر میں داخل تھا جو شادی نہ کرتے تھے۔" (اخبار بدر۔ ۲ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۴)

(۹) "حضرت عیسیٰ بلا باپ تھے۔ صاحب اولاد ہونا معلوم نہیں۔ غالباً نہ تھے۔"

(الفضل مورخہ ۱۷/ جولائی ۱۹۱۷ء ص ۵)۔

(۱۰) "اگر کوئی عیسائی شادی کرے اور حضرت عیسے سے پوچھے۔ کہ

حضرت میں نے شادی کی ہے۔ بیوی بچوں سے کیا سلوک کروں۔ تو وہ کیا جواب دے سکتے ہیں جبکہ خود انہوں نے شادی نہیں کی۔" (الفضل مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۸ء ص ۴)۔

(۱۱) "مسیح کا شادی نہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم ناقص ہے وجہ یہ کہ انبیاء اور مرسلین دوسروں کے لئے نمونہ بن کر آتے ہیں۔" (تشحیذ الاذہان جلد ۱۶ نمبر ۱۱ ص ۴)۔

(۱۲) "حضرت مسیح نے نہ صرف تجرد کو تاہل پر ترجیح دی بلکہ اسے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا ذریعہ بتایا ہے اور خود بھی انہں نے شادی نہیں کی۔"

(الفضل مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۲۸ء ص ۵۲)۔

(۱۳) "اصیل مسیح نے نکاح نہیں کیا تھا اور نہ اس کی کوئی اولاد ہوئی۔" (اعلام الناس حصہ ۱ ص ۵۹)

(۱۴) "دیلمی اور ابن النجار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عیسے علیہ السلام سفر کرتے تھے جب شام پڑجاتی۔ تو جنگل کا ساگ پات کھا لیتے اور چشموں کا پانی پی لیتے۔ اور مٹی کا تکیہ بناتے (یعنی زمین پر ہی بلا بستر کے لیٹ رہتے) پھر کہتے کہ نہ تو میرا گھر ہے۔ کہ جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور نہ کوئی اولاد ہے کہ جن کے مرنے کا کوئی غم ہو۔" (عسل مصفےٰ ص ۱۹۱ و ص ۵۸۳ بحوالہ کنز العمال جلد ۲ ص ۷۱)

نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عیسٰی بن مریم نے نہ شادی کی اور نہ ان کی کوئی بیوی تھی اور کتاب تکملہ مجمع البحار ص ۸۵۔ در منثور جلد دوسری ص ۲۹۔ حیات القلوب ص ۳۶۱ جلد اول۔ اور تاریخ روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۳۲ کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ پس افغانوں کی قوم عیسے

خیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد قرار دینا سراسر غلط ہے۔

قادیانی دلیل نمبر ۳

(الف) مرزا صاحب قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱) "حال ہی میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لندن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے۔" (راز حقیقت ص ۱۷ا حاشیہ)۔

(۲) "تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پاکر ضرور ہندوستان کا سفر اختیار کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے۔ اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ ان کو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آصف نبی کے نام سے مشہور ہوگئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آگئی۔ یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے۔" (راز حقیقت ص۹ کا حاشیہ)

(۳) "حال میں ایک انجیل تبت سے دفن کی ہوئی نکلی ہے جیسا کہ

وہ شائع بھی ہو چکی ہے بلکہ حضرت مسیح کے کشمیر میں آنے کا یہ ایک دوسرا قرینہ ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس انجیل کا لکھنے والا بھی بعض واقعات کے لکھنے میں غلطی کرتا ہو۔ جیسا کہ پہلی چار انجلیں بھی غلطیوں سے بھری ہوئی ہیں مگر ہمیں اس نادر اور عجیب ثبوت سے بکلی منہ نہیں پھیرنا چاہئے۔ جو بہت سی غلطیوں کو صاف کر کے دنیا کو صحیح سوانح کا چہرہ دکھلاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔" (ست بچن ص ۱۶۴ کا حاشیہ)۔

(۴) "حال میں جو تبت سے ایک انجیل کسی غار سے برآمد ہوئی ہے جس کو ایک روسی فاضل نے کمال جدوجہد سے چھپوا کر شائع کردیا ہے۔ جس کے شائع کرنے سے پادری صاحبان بہت ناراض پائے جاتے ہیں یہ واقعہ بھی کشمیر کی قبر کے واقعہ پر ایک گواہ ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۱۸ کا حاشیہ)۔

(۵) "اور پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر میں آئے تھے اور حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے وہ کتاب میں نے بھی دیکھی ہے اور میرے پاس ہے وہ کتاب بھی اس رائے کی موید ہے۔" (کشف الغطاص ۲۵)۔

(ب) حکیم خدابخش صاحب مرزائی اپنی کتاب عسل مصفا حصہ اول کے صفحہ ۵۸۵ پر لکھتے ہیں:۔

(۱) "ناٹووچ روسی سیاح اپنی کتاب میں جو مسیح کی نامعلوم زندگی کی نسبت لکھ کر شائع کی ہے اس میں وہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ۳۶ سال کی عمر میں حضرت مسیح نیپال میں تھے تبت و کشمیر و ہندوستان آئے تھے۔" (نیز دیکھو رسالہ احمدی بابت ۱۹۱۹ء ص ۲۵)

(۲) "ناٹووچ روسی سیاح لکھتا ہے کہ ہندوستان کے برہمنوں سے بھی مسیح علیہ السلام کے مباحثے ہوئے اور جب نیپال میں تھے تو اس وقت ان کی عمر ۳۶ برس کی تھی۔" (عسل مصفےٰ حصہ اول ص ۱۹۲ و ۱۹۳)۔

قادیانی دلیل کی تردید

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ

(۱) حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔

(۲) حضرت عیسٰی ۳۳ سال کی عمر میں ملک شام میں صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔

(۳) حضرت ابن مریم صلیب پر نہ مرے تھے بلکہ بیہوش ہو گئے تھے۔

(۴) حضرت یسوع مسیح کے زخموں کا مرہم عیسےٰ سے علاج کیا گیا۔

(۵) حضرت مسیح ابن مریم نے اس واقعہ صلیب کے بعد ملک شام سے ہجرت کی۔

(۶) آپ ملک عراق۔ ایران۔ افغانستان۔ پنجاب۔ ہندوستان۔ تبت وغیرہ کی طرف صلیبی واقعہ کے بعد تشریف لائے۔

(۷) بعد ازیں ۱۲۰ سال عمر پا کر حضرت عیسےٰ نے ملک کشمیر میں وفات پائی۔

(۸) آپ کی قبر شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔

یہ ہے مرزا صاحب کا مذہب۔ اب روسی سیاح مسٹر نکوسن نوٹووچ کی سنو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر نکوسن نوٹووچ روسی سیاح نے "یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" بودھوں مٹھ واقع مقام لیہہ دارالخلافہ سے دریافت کر کے فرانسیسی اور انگریزی زبان میں شائع کئے گئے تھے۔ اس کا ترجمہ اردو زبان میں لالہ جے چند سابق منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے کیا۔ مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر شہر میں ۱۸۹۹ء میں

یہ اردو ترجمہ چھپا تھا۔ مسٹر ناٹووچ روسی سیاح لکھتا ہے کہ یسوع مسیح کے یہ حالات ۱۸۸۷ء میں بودھوں کے مٹھ واقعہ مقام لیہہ کے بدھ لامہ نے مجھے بتلائے تھے۔ اب ذیل میں اس کتاب یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

اس کتاب میں ۱۴ اباب ہیں۔ باب اول شامی تجار کی زبانی مسیح کے صلیب دیئے جانے کی خبر۔ باب دوم بنی اسرائیل کے حالات۔ باب سوم بنی اسرائیل کے جاہ و جلال کے واقعات۔ اس کے بعد یوں لکھا ہے۔

باب چہارم

(۸) یہ خدائی بچہ جس کا نام عیسیٰؑ رکھا گیا۔ بچپن سے ہی گمراہوں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر ایک خدا کا وعظ کرنے لگا۔

(۹) چاروں طرف سے لوگ اس کا وعظ سننے آیا کرتے اور اس بچہ کے وعظ کو سن کر حیران ہوا کرتے۔ قوم اسرائیل کے تمام لوگ اس بات میں متفق الرائے تھے کہ روح ابدی اس بچہ میں موجود ہے۔

(۱۰) جب عیسیٰؑ تیرہ برس کی عمر کو پہنچا۔ کہ جس عمر میں اسرائیلی لوگ شادی کیا کرتے تھے۔

(۱۱) تو دولت مند اور امیر لوگ عیسیٰ کے والدین کی جائے سکونت میں جہاں وہ اپنے گذارہ کے لئے بیوپار کرتے تھے۔ آکر جمع ہونے لگے تاکہ وہ نوجوان عیسیٰ کو جو قادر مطلق خدا کے نام کا وعظ کرنے میں مشہور ہو چکا تھا۔ اپنا داماد بنادیں۔

(۱۲) یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ عیسیٰ چپ چاپ والدین کا گھر چھوڑ کر یروشلم سے نکل گیا۔ اور سوداگروں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ ہوا۔

(۱۳) تاکہ وہ تعلیم الٰہی میں کمالیت حاصل کرے اور بدھ دیو کے قوانین کا مطالعہ کرے۔" (صفحہ ۱۴۰و۱۴۱ یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات)

باب پنجم

(۱) "نوجوان عیسیٰ جس کو خدا نے برکت دی تھی۔ چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آیا۔ اور ایشور کی پیاری سرزمین میں آریوں کے درمیان رہنے لگا۔

(۲) اس عجوبہ بچہ کی شہرت سارے شمالی ہند میں پھیل گئی اور جب وہ پنجاب اور راجپوتانہ میں سے گزرا۔ تو جین دیو کے پیروؤں نے اس سے درخواست دی۔ کہ وہ ان کے پاس رہے۔

(۳) لیکن وہ جین کے گمراہ پوجاریوں کے پاس نہ رہا اور جگن ناتھ واقعہ ملک اڑیسہ کو چلا گیا۔ جہاں ویاس کرشن کے پھول (استخوان) مدفون تھے یہاں کے برہمنوں نے اس کا بہت آدر ستکار کیا۔

(۴) برہمنوں نے عیسیٰ کو وید پڑھائے۔ اور ان کا مطلب سمجھایا۔ اور دعا کے ذریعے شفا بخشنا۔ لوگوں کو وید اور شاستروں کا پڑھانا اور سمجھانا اور آدمیوں سے بھوت۔ پریت نکال کر ان کو تندرست کرنا سکھلایا۔

(۵) جگن ناتھ، راجن گڈھ، بنارس اور دیگر متبرک شہروں میں وہ چھ برس رہا۔" (ص ۴۱)

باب ششم

(۱) "برہمنوں اور کشتریوں نے عیسیٰ کے ان اپدیشوں کو جو وہ شودروں کو دیا کرتا تھا۔ سن کر عیسیٰ کے قتل کی ٹھانی چنانچہ انہوں نے اس

مطلب کے لئے اپنے نوکروں کو نوجوان پیغمبر کی تلاش میں بھیجا۔
(۲) مگر عیسیٰ کو شودروں نے اس منصوبہ سے مطلع کر دیا تھا۔ پس وہ رات کو ہی جگن ناتھ سے نکل گیا۔ اور گوتم کے پیروؤں کو کوہستانی ملک میں جہاں کہ ساکی منی بدھ دیو پیدا ہوئے تھے۔ اور جہاں کہ لوگ آپ کو مانتے تھے۔ جا بسا اور ان لوگوں کے درمیان رہنے لگا۔ (ص ۴۴)
(۳) پالی زبان میں کمالیت حاصل کر کے مصنف مزاج عیسیٰ سوتروں کے متبرک خرطوم کو پڑھنے لگا۔
(۴) چھ برس کے بعد عیسیٰ نے جس کو بدھ دیو نے اپنے شاستر پھیلانے کے لئے منتخب کر رکھا تھا۔ ان متبرک خرطوموں کی تشریح کرنے میں کامل مہارت حاصل کر لی تھی۔
(۵) اس وقت عیسیٰ نیپال اور ہمالہ کے پہاڑوں کو چھوڑ کر راجپوتانہ میں آنکلا اور مختلف قوموں کو اس بات کا وعظ کرتا ہوا کہ انسان کمالیت حاصل کرنے کی قابلیت رکھتا ہے مغرب کی طرف چلا گیا۔" (ص ۴۵)

باب ہشتم

(۱) "عیسیٰ کے اپدیشوں کی شہرت گردونواح کے ملکوں میں پھیل گئی۔ اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا۔ تو پجاریوں نے ڈر کر لوگوں کو اس کا اپدیش سننے سے منع کر دیا۔" (ص ۴۸، ۴۹)

باب نہم

(۱) "عیسیٰ جس کو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا راستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا۔ ۲۹ برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔" (ص ۵۱)

ANTI AHMADIYYA/QADYANI
MOVEMENT IN ISLAM
Bala No. 15, Bhoja Seth Ki Chawl,
Maulana Azad Rd., Cross Lane,
Madanpura, MUMBAI 400 008.
INDIA.

باب دہم

(۱) "حضرت عیسیٰ اسرائیلیوں کا حوصلہ جو ناامیدی کے چاہ میں گرنے والے تھے۔ خدا کے کلام سے مضبوط کرتا ہوا گاؤں بہ گاؤں پھرا۔ اور ہزاروں آدمی اس کا اپدیش (یعنی وعظ) سننے کے لئے اس کے پیچھے ہو لئے۔"

باب سیز دہم

(۱) "حضرت عیسیٰ اس طرح تین برس تک قوم اسرائیل کو ہر قصبہ اور ہر شہر میں سڑکوں پر اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا۔ اور جو کچھ اس نے کہا۔ وہی وقوع میں آیا۔" (ص ۶۱)

باب چہاردہم

(۱) حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے عیسیٰ اور ان دو چوروں کو پکڑ لیا۔ اور ان کو پھانسی کی جگہ پر لے گئے۔ اور ان صلیبوں پر جو زمین میں گاڑی گئی تھیں چڑھا دیا۔

(۲) عیسیٰ اور دو چوروں کے جسم دن بھر لٹکتے رہے جو ایک خوفناک نظارہ تھا۔ اور سپاہیوں کا ان پر برابر پہرہ رہا۔ لوگ چاروں طرف کھڑے رہے۔ پھانسی یافتوں کے رشتہ دار دعا مانگتے رہے اور روتے رہے۔

(۳) آفتاب غروب ہونے کے وقت عیسیٰ کا دم نکلا اور اس نیک مرد کی روح جسم سے علیحدہ ہو کر خدا میں جا ملی۔" (ص ۶۵)

نوٹ:۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۲۶ء کے ص ۸ پر مذکورہ بالا کتاب کا خلاصہ مطلب یوں لکھا ہے:۔

"اس کتاب میں چودہ باب ہیں۔ باب اول شامی تجار کی زبانی مسیح کے صلیب دیئے جانے کی خبر۔ باب دوم بنی اسرائیل کے حالات۔ باب

سوم بنی اسرائیل کے جاہ و جلال کے واقعات۔ باب چہارم مسیح کی پیدائش۔ باب پنجم مسیح کا ہندوستان کے ملک سندھ میں چودہ سال کی عمر میں آنا۔ اور پھر سیاحت ہند۔ باب ششم برہمنوں کی مسیح پر خفگی۔ باب ہفتم میں بت پرستوں کا بت پرستی چھوڑ کر مسیح کے پیرو بننا اور برہمنوں سے مباحثات مذہبی۔ باب ہشتم مسیح کا ہندوستان سے ایران جانا۔ باب نہم مسیح کا ۲۹ سالہ عمر میں شام پہنچنا اور تین سال تک تبلیغ کرنا۔ باب دہم مسیح کے تبلیغی حالات۔ اور یہودیوں کا مسیح کو دکھ دینا۔ باب یازدہم۔ یہودیوں کا حاکم وقت کے پاس فریاد کرنا اور مسیح کو عدالت میں جوابدہی کے لئے مجبور کرنا۔ باب دوازدہم مسیح کے پیچھے جاسوسوں کا پھرنا۔ باب سیزدہم تین سال مختلف ممالک شام کے شہروں میں مسیح کے تبلیغی حالات۔ باب چہاردہم ۳۳ سالہ عمر میں مسیح کا صلیب دیا جانا اور پھر خاتمہ۔ نہ تین دن قبر میں رہنے کا ذکر نہ آسمان پر جانے کا ذکر۔"

بھلا انصاف سے بتاؤ۔ کہ مرزا صاحب کے مذہب و عقیدہ کو اس سے کیا تعلق ہے؟ مرزا صاحب کا مذہب تو یہ ہے کہ واقعہ صلیبی کے بعد یعنی ۳۳ سال کے بعد مسیح نے مشرقی ملکوں کی سیاحت کی مگر اس افسانہ میں لکھا ہے کہ صلیبی واقعہ سے بیس سال پہلے عیسٰی ہندوستان وغیرہ میں آیا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے ص ۳۷ پر لکھا ہے" کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے پہلے ہندوستان کی طرف آئے تھے۔"

قادیانی دلیل نمبر ۴

مرزا قادیانی اور اُس کی کذب بیانی

شاہزادہ یوز آسف کے حالات

کتاب اکمال الدین کے حوالے

واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی بعض کتابوں مثلاً کتاب البریۃ۔ راز حقیقت۔ ایام الصلح۔ نور القرآن۔ ست بچن۔ کشف الغطا۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ مسیح ہندوستان میں، حقیقۃ الوحی۔ تحفہ قیصریہ۔ تذکرۃ الشہادتین۔ الہدیٰ۔ تحفہ گولڑویہ۔ کشتی نوح۔ اعجاز احمدی وغیرہ میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ:۔

"جو سری نگر میں محلّہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ در حقیقت بلاشک وشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔" (راز حقیقت ص ۲۰)

اپنے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے مرزا صاحب قادیانی نے کتاب الہدیٰ کے ص ۱۰۹ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"وتواتر على لسان اهلها انه قبر نبی كان ابن ملك وكان من بنی اسرائيل وكان اسمه يوز آسف فليسئلهم من يطلب الدليل واشتهر بين عامتهم ان اسمه الاصل عيسى صاحب وكان من الانبياء وهاجر الى كشمير فی زمان مضى عليه من نحو ۱۹۰۰ سنته واتفقو اعلى هذه الانبياء بل عند هم كتب قديمته توجد فيها هذه القصص فی العربيته

والفارسیته ومنها کتاب سمّی إکمال الدین وکتب اخری کثیرة الشهرة ثم معذلك کان یوز آسف سمی کتاب الانجیل وماکان صاحب الانجیل الاعیسے فخذ ما حصحص من الحق واترك الاتاویل وان کنت تطلب التفصیل فاقرو کتاباً سمّی باکمال الدین تجد فیه کلما تسکن الغلیل۔"

نوٹ :۔ اس کتاب "اکمال الدین" کا حوالہ کتاب راز حقیقت کے ص۱۸۔ اخبار بدر مورخہ ۷/ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۳۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء کے ص۳۳۹ اخبار الحکم مورخہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے ص۵۔ اور حکیم خدا بخش صاحب مرزائی کی کتاب عسل مصفےٰ حصہ اول کے ص۵۷۴ و۵۷۵ و۵۷۶ و۵۸۵۔ مولوی غلام رسول صاحب مرزائی آف راجیکی کے رسالہ التنقید کے ص۲۵ و۲۶ و۲۷۔ سید صادق حسین صاحب مرزائی مختار عدالت اٹاوہ کی کتاب کشف الاسرار کے ص ۱۴۔ رسالہ "دروس الصلیب" کے ص۳۷ و۳۸۔ رسالہ "واقعات صلیب از اناجیل مروجہ" کے ص۲۸ و۲۹۔ اور رسالہ "مباحثہ سارچور" کے ص۴۲ پر بھی دیا گیا ہے۔

جواب

واضح ہو کہ کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرۃ" کے مصنف شیخ السعید ابی جعفر محمد علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی ہیں۔ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور ایران میں ناصر الدین شاہ ایران کے عہد میں چھپی ہے تاریخ طبع ۱۳۰۱ھ ضخامت کتاب علاوہ تقریظات وغیرہ کے تین سو تراسی صفحہ ہے (دیکھو اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم مئی ۱۹۱۷ء ص ۴)

میں نے اس کتاب کا عربی نسخہ چار دفعہ دیکھا ہے اور بڑے غور سے اس کے ص ۳۱۷ تا ۳۵۹ کا مطالعہ کیا ہے۔ ماہ مئی ۱۹۲۰ء میں اور ۲۹ مارچ ۱۹۳۰ء بروز ہفتہ جناب مولوی سید علی حائری صاحب مجتہد اہل تشیع لاہور کے پاس یہ کتاب دیکھی تھی اور ماہ دسمبر ۲۲ء میں جمعہ کے دن قادیاں میں مولوی فضل الدین صاحب مرزائی وکیل کی مہربانی سے مجھے یہ کتاب ملی تھی پھر ۱۹۳۱ء میں یہ کتاب دیکھی تھی۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اس کے مریدوں نے اس کے بارے میں خدا کے بندوں کو بہت دھوکا دیا ہے اور جھوٹ بولا ہے۔ اب میں اسی کتاب "اِکمال الدین" اور اُس کے اُردو ترجمے کتاب "شاہزادہ یوذ آسف اور حکیم بلوہر" (۱) مطبوعہ ۱۸۹۶ء مفید عام پریس آگرہ (جس کا حوالہ کتاب "رازِ حقیقت" کے صفحہ ۲۰ پر بھی دیا گیا ہے) کے حوالے سے شاہزادہ یوذ آسف اور اس کے باپ کے حالات مختصر طور پر ذیل میں لکھتا ہوں۔ وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

یوذ آسف کے باپ کا حال

"ان ملکامن ملوك الهند کان کثیر الجند واسع المملکة مهیبا فی النفس مظفر اعلی الاعداء وکان مع ذالك عظیم النهمة فی شهوات الدنیا ولذاتها وملاعیها موثر الهواه مطیعا له وکان اکرم الناس علیه وانصحهم له فی نفسه من ذین له وحسن لایه وابغض الناس الیه واغشهم له فی نفسه من امره بغیر ها وترك امره فیها وقدکان اماب الملك فیها فی حد اثة وعنفوان شبابه ۔"

(۱) یہ کتاب میرے پاس موجود ہے اور کتاب اکمال الدین کے ص ۳۱۷ تا ۳۵۹ کا ترجمہ ہے ایک اور کتاب "یوذ آسف اور بلوہر" نامی مطبع شمسی دہلی کی ہے اس میں بھی یوذ آسف کے حالات ملتے ہیں۔

(اکمال الدین صفحہ ۳۱۷و۳۱۸)

اگلے زمانہ میں ایک بادشاہ صاحب لشکر جرار و مالک ملک وسیع ہندوستان میں گزرا ہے۔ بڑا رعب اس کا رعایا پر چھایا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ دشمنوں پر ظفریاب رہتا تھا۔ اس پر بھی اس کی طبیعت میں حرص بہت تھی۔ دنیوی لذتیں حاصل کرنے میں اور مزے اڑانے میں اور کھیل کود میں اور اپنی خواہشیں پوری کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا بڑا خیر خواہ اور دوست صادق وہ شخص تھا جو اس کی بدافعالیوں کی تعریف کرتا رہے اور اس کی بدکاریوں کو اچھا ظاہر کرے۔ اور بڑا بدخواہ اور دشمن اس کے نزدیک وہ شخص تھا جو اسے ایسی حرکتیں ترک کرنے کو کہے اور یہ بادشاہ ابتدائے جوانی اور کمسنی میں تخت نشین ہو گیا تھا۔ اور بہت صاحب فہم اور خوش بیان تھا اور تدبیر ملک اور بندوبست رعایا سے خوب ماہر تھا۔ اور سب لوگ اس کے ان اوصاف کو جانتے تھے۔ اس سبب سے اس کے فرماں بردار تھے اور بڑے بڑے سرکش اور اہل رائے اس کے تابع حکم و بندۂ فرمان تھے۔ اور کچھ جوانی کی بیہوشی میں کچھ بادشاہی و حکمرانی کے نشہ میں کچھ شہوت و خود بینی کی مستی میں وہ سرشار تو تھا ہی۔ دشمنوں پر فتحیاب ہونے سے اور رعایا کے مطیع اور فرماں بردار رہنے سے یہ سب نشہ اور بھی چوگنا ہو گیا تھا اور بہت غرور و تکبر کیا کرتا تھا اور سب کو حقیر سمجھتا تھا اور لوگوں کی تعریف اور خوشامد سے اس کو اپنے کمال عقل و خوبی رائے پر بھروسہ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اور تحصیل دنیا کے سوا اس کی کوئی آرزو اور مقصد نہ تھا اور دنیا کو جس طرح سے وہ چاہتا تھا اُسی طرح بآسانی اُسے حاصل ہو جاتی تھی لیکن اس کے یہاں کوئی لڑکا نہیں ہوا تھا لڑکیاں ہی تھیں۔ اور اس کے بادشاہ ہونے سے پیشتر اس کے ملک میں

دینداری بہت پھیلی ہوئی تھی اور بہت سے دیندار لوگ تھے شیطان نے اس کے دل میں دین سے عداوت اور دینداروں سے دشمنی پیدا کر دی اور اہل دین کو ایذارسانی کرنے لگا۔ اور اپنے زوال سلطنت کے ڈر سے ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکال دیا اور بت پرستوں کو اپنا مقرب کیا۔ اور ان کے لئے چاندی سونے کے بت بنوائے اور ان کو اور سب پر بزرگی دی اور ان بتوں کو سجدہ کیا جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی بتوں کو پوجنے لگے اور دینداروں کی توہین کرنے لگے۔"

(شاہزادہ یوذ آسف اور حکیم بلوہر۔ صفحہ ۲و۳و۴)

شہزادہ یوذ آسف کی پیدائش

فولد للملك فی تلك الایام بعد اماسه من الذکور غلام لم ید الناس مولود امثله قط حسنا و جمالا وضیاء فبلغ السر ورمن الملك مبلغا کا دان یشرف منه علی هلاك نفسه من الفرح وزعم ان الاوثان التی کان یعبد ها التی وهبت له الغلام فقسم مامة ماکان فی بیوت امواله علیٰ بیوت اوثانه وام الناس بالاکل والشرب سنته وسمی الغلام یوذ آسف الخ (اکمال الدین صفحہ ۳۲۱و۳۲۲)

اور اسی زمانہ میں جبکہ بادشاہ کو کوئی امید لڑکا ہونے کی باقی نہ رہی تھی۔ اس کے یہاں ایک ایسا خوش جمال لڑکا پیدا ہوا جس کا ثانی چشم روزگار نے نہ دیکھا ہوگا۔ اس لڑکے کے پیدا ہونے سے اتنی خوشی بادشاہ کو ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائے اور اس نے یہ گمان کیا کہ جن بتوں کی ان دنوں پرستش کیا کرتا ہے انہیں نے یہ فرزند اسے عنایت کیا ہے۔ اسی خیال

سے اس نے تمام خزانہ اپنابت خانوں پر تقسیم کر دیااور رعایا کو حکم دیا کہ سال بھر تک خوشی کریں۔ اور اس لڑکے کا نام "یوذ آسف" رکھا۔ اور اس کے طالع دیکھنے کے لئے منجموں کو اور اہل علم کو جمع کیا۔ اُن سب نے غور و تامل کے بعد عرض کیا کہ اس کے طالع سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدر شرف و بزرگی اسے حاصل ہوگی کہ ہندوستان میں کبھی کسی کو حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اور جتنے منجم تھے۔ سب نے ہمزبان ہو کر یہی بات کہی۔ لیکن ان میں سے ایک منجم نے یہ کہا کہ میرا ایسا گمان ہے کہ اس لڑکے کے طالع میں جو شرف و بزرگی معلوم ہوتی ہے وہ شرف آخرت ہے اور مجھے یہ گمان ہے کہ یہ لڑکا عابدوں کا اور اہل دین کا پیشوا ہونے والا ہے اور عقبٰی کے مرتبوں میں سے مرتبہ بلند پر یہ فائز ہونے کو ہے۔ اس لئے کہ جو بزرگی اس کے طالع میں مجھے معلوم ہوتی ہے۔ بزرگی دنیا کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔" (شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر ص ۱۴)

بلوہر کا لنکا سے یوذ آسف کے پاس آنا

"وشاع خبره فی آفاق الارض وشهر یتفکره وجماله وکماله وفهمه و عقله وزهادته فی الدنیا وهوامنها علیه فبلغ ذلك رجلا من النساك یقال له بلوهر بارض یقال له سراندیپ وکان رجلا ناسکا حکیما فرکب البحر حتی اتی ارض سولابط ثم عمد الی باب ابن الملك فلزمه وطرح عنه ذی النساك ولبس ذی التجاروتر ددالی باب ابن الملك حتی عرف الاهل والاحیاء:(اکمال الدین صفحہ ۳۲۵)

اس لڑکے کی عقل و علم و کمال و فکر و تدبیر و فہم و زہد و ترک دنیا کا

شہرہ دُور دُور پھیل گیا۔ اور ایک شخص نے جو کہ اہل دین و عبادت میں سے تھا اور اس کا نام بلوہر تھا یہ خبر لنکا میں سنی اور یہ شخص بڑا عابد اور حکیم دانا تھا۔ اس نے دریا کا سفر کیا اور سولابط کی زمین کی طرف آیا۔ اور شہزادہ کی ڈیوڑھی کا ارادہ ٹھان لیا اور عابدوں کا لباس اُتار ڈالا تاجروں کی سی وضع بنائی اور اس لڑکے کی ڈیوڑھی پر آمد و رفت شروع کی۔ یہاں تک کہ بہت سے ایسے لوگوں سے جو بادشاہ کے لڑکے کے دوست و رفیق تھے اور اس کے پاس آیا جایا کرتے تھے اس سے جان پہچان ہو گئی۔"

(شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر ۲۶۔۲۷)

کتاب اکمال الدین کے ص ۳۲۶ تا ۳۵۵ اور کتاب "شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر" کے صفحہ ۲۸ تا ۱۲۲ میں بلوہر کی ملاقات اور گفتگو کا مفصل حال لکھا ہے۔ اس کے آگے جو کچھ درج ہے۔ اس کا خلاصہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

حکیم بلوہر کا رخصت ہونا

"جب بلوہر کی گفتگو یہاں پہنچی تو یوذ آسف سے رخصت ہوا۔ اور اپنے گھر کی طرف پلٹ گیا اور چند روز اور اس کی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُسے معلوم ہو گیا کہ بہتری و فلاح اور ہدایت و صلاح کے دروازے اس کے کھل گئے۔ اور راہِ حق اور دین روشن کی ہدایت اُسے ہو گئی پھر اس سے بالکل ہی رخصت ہوا۔ اور اس شہر سے چلا گیا۔ اور یوذ آسف غمگین و دلگیر و تنہا رہ گیا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا۔ کہ وہ دینداروں اور عابدوں میں مل جائے اور تمام خلق کو ہدایت کرے۔"

(اکمال الدین ص ۳۵۶ شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر ص ۱۲۳)

صفحہ ۳۵۷ پر لکھا ہے کہ یوذ آسف کے پاس خدا کی طرف سے ایک فرشتہ آیا۔ ص ۳۵۸ پر لکھا کہ یوذ آسف نے شاہانہ پوشاک گلے سے اتار ڈالی

اور وزیر کو دے دی۔ اسی صفحہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ وزیر شہر کی طرف پلٹ گیا اور یوذ آسف نے اپنی راہ لی۔"

یوذ آسف کا پھر ارض سولابط میں آنا

"فمكث في تلك البلاد حين ثم اتى ارض سولابط فلما بلغ والده قدومه خرج يسير هو والاشراف فاكرموه ووقروه واجمع اليه اهل بلده مع ذوى قرابته وحشمه وقعدوابين يديه وسلموا عليه وكلمهم الكلام الكثير۔"

(اکمال الدین صفحہ ۳۵۸)

"اور ایک مدت تک اس ملک میں یوذ آسف رہا اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کی اس کے بعد پھر سر زمین سولابط پر آیا۔ جو کہ اس کے باپ کا ملک تھا جب اس کے باپ نے اس کے آنے کی خبر سنی۔ روساء، وامراء، وبزرگان ملک کو لئے ہوئے استقبال کے لئے آیا۔ اور سب نے اس کی عزت وتوقیر کی اور سب عزیز و آشنا و اہل فوج واہل شہر اس کی خدمت میں آئے بعد اس کے ان لوگوں سے یوذ آسف نے بہت باتیں کیں۔ اور سب لوگوں سے مہربانی ولطف سے پیش آیا۔" (شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر ص ۱۲۸)

یوذ آسف کا ملک کشمیر میں آنا

"ثم انتقل من ارض سولابط وسارفي بلادمدائن كثيرة حتى اتى ارضاً تُسمى قشمير فسارفيها واحيا منها ومكث حتى اتاه الاجل الى خلع الجسد وار تفع الى النور وقبل موته دعا تلميذ اله اسمه يابد الذى كان يخدمه ويقدم

عليه وكان رجلا كاملا في الامور كلها فاوحي اليه فقال له قددنا ارتفاعي عن الدنيا فاحفظوا بقرئضكم ولاتزيغو اعن الحق وخذوابالنسك ثم امريا بدان بيني له مكانا وبسط هورجليه وهياراسه الى الغرب وجهه الى الشرق ثم قضے نحيه۔"

(اکمال الدین صفحہ ۳۵۹)۔

"پھر یوذ آسف نے ارض سولابط سے انتقال کیا اور بہت سے شہروں میں گیا اور لوگوں کو ہدایت کی۔ آخر ایک ایسی زمین میں آیا جس کا نام کشمیر ہے اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس کا وقت مرگ آپہنچا۔ تو پہلے ایک مرید کو اپنے پاس بلایا کہ اُسے لوگ یابد کہا کرتے تھے اور وہ اس بزرگوار کی خدمت و ملازمت میں برابر رہا کرتا تھا۔ اور علم و عمل میں صاحب کمال ہو گیا تھا۔ اس سے وصیت کی اور کہا کہ میری روح کا عالم قدس کی طرف پرواز کرنا قریب ہے۔ چاہئے کہ آپس میں فرائض الٰہی کا خیال رکھو۔ اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف توجہ نہ کرو۔ اور عبادت و بندگی الٰہی کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ یہ کہہ کر اس بزرگ نے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔" (شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر ص ۱۳۲)

نوٹ۔ اسی شہزادہ یوز آسف کی قبر شہر سرینگر کے محلہ خانیار میں پیر سید نصیر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کے پاس ہے۔ (تاریخ کشمیر اعظمی ص ۸۲)

یوذ آسف کے متعلق یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوا تھا۔ نہ یہ لکھا ہے کہ اس کی ماں کا نام مریم تھا۔ اور نہ ہی یہ الفاظ آئے ہیں کہ اس کو خدا نے انجیل دی تھی۔ یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ وہ ملک شام کی طرف سے آیا تھا۔ جبکہ یہ چاروں باتیں اس میں نہیں پائی جاتیں۔ تو یوذ آسف کی قبر کو حضرت مسیح ناصری کی قبر قرار دینا سراسر جھوٹ بولنا ہے۔

حضرت مسیح از روئے لٹریچر مرزائیہ	شہزادہ یوز آسف
(۱) حضرت مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔	(۱) یوز آسف کا باپ تھا۔
(۲) حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام مریم تھا۔	(۲) یوز آسف کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔
(۳) حضرت مسیح کو انجیل ملی تھی۔	(۳) اس کو انجیل نہ ملی تھی۔
(۴) حضرت مسیح بچپن میں مصر گئے تھے	(۴) آپ مصر نہ گئے تھے
(۵) مصر سے واپس آ کر ناصرہ کو گئے	(۵) آپ ناصرہ نہ گئے
(۶) حضرت مسیح کے بارہ حواری تھے	(۷) آپ کے بارہ حواری نہ تھے
(۷) حضرت مسیح ملک شام کے رہنے والے تھے	(۷) آپ ملک ہند ارض سولابط کے رہنے والے تھے
(۸) حضرت عیسیٰ ۳۳ برس میں صلیب پر چڑھائے گئے تھے	(۸) آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش نہ آیا
(۹) مسیح کے زخموں کا علاج مرہم عیسیٰ سے کیا گیا	(۹) آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش نہ آیا
(۱۰) حضرت مسیح نے صلیبی واقعہ کے بعد عراق، عرب، ایران۔ افغانستان پنجاب۔ ہندوستان وغیرہ کا سفر کیا۔	(۱۰) آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش نہ آیا

قادیانی دلیل نمبر ۵

(۱) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ:۔

"اور یہ کہ مسیح مختلف ملکوں کا سیر کرتا ہوا آخر کشمیر میں چلا گیا اور تمام عمر وہاں سیر کر کے آخر سری نگر محلہ خانیار میں بعد وفات مدفون ہوا اس

کا ثبوت اس طرح پر ملتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ یوز آسف نام ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شاہزادہ بھی کہلاتا ہے اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اس ملک کا وہ باشندہ تھا اور اس کی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی بلکہ بعض مثالیں اور بعض فقرے اس کی تعلیم کے بعینہ مسیح کے ان تعلیمی فقرات سے ملتے ہیں جو اب تک انجیلوں میں پائے جاتے ہیں (ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸)

(۲) کتاب راز حقیقت کے ص ۱۱ کے حاشیے پر ہے:۔

"اور جو مزار حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بین کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً انیس سو برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلےٰ درجہ کا ثبوت ہے۔"

(۳) کتاب راز حقیقت کے ص ۱۲ کے حاشیئے پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پورانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شاہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزرا ہے۔"

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یوز آسف نام ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا۔ دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شاہزادہ بھی کہلاتا تھا اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا۔ اس ملک کا وہ باشندہ تھا۔" صحیح

نہیں ہے کیوں کہ عیسائی اور مسلمان ہرگز اس بات پر اتفاق نہیں رکھتے کہ۔

(ا) یوز آسف کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ ہے۔

(ب) جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اس ملک کا یوز آسف باشندہ تھا۔

یہ دونوں باتیں مرزا صاحب نے اپنے دل سے بنالی ہیں تاکہ ثابت کرے کہ یوز آسف کی قبر یسوع مسیح کی قبر ہے۔

(۲) کتاب "چشمہ مسیحی" کے ص ۲۔ اخبار بدر مورخہ ۲۹/ مارچ ۱۹۰۶ء کے ص ۲ اور اخبار الحکم مورخہ ۱۷/ مارچ ۱۹۰۶ء کے ص ۴ پر مرزا صاحب کے الفاظ یوں ہیں:۔

"یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے تھے اور حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب (جس کی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے یہ بھی خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہوچکی ہے) جس کے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہوچکے ہیں انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسےٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی۔"

اے جناب! آپ کی رائے کیا حیثیت رکھتی ہے آپ کی یہ رائے کہ خود حضرت عیسیٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی بے دلیل ہے واقعات کا ثبوت دلائل سے ہوتا ہے نہ کہ قیاسات سے اگر عیسیٰ نے ہندوستان کے سفر میں یہ انجیل لکھی تھی تو آپ نے یہ نہ بتایا کہ کس مقام پر لکھی تھی اور کس زبان میں لکھی تھی بہر حال اس عبارت سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ یوز آسف کی قدیم کتاب کی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے یہ بھی

خیالات ہیں کہ "وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے۔" پس ثابت ہوا کہ شاہزادہ یوذ آسف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بہت پہلے ہوا ہے۔

(۳) کتاب یوذ آسف و بلوہر (مطبع شمسی دہلی کی چھپی ہوئی) کے ص ۳ پر لکھا ہے کہ کتاب سوانح یوذ آسف حضرت عیسےٰ کے زمانہ سے کچھ ہی پہلے لکھی گئی تھی۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ یوذ آسف حضرت مسیح سے پہلے ہوا ہے اس کتاب "یوذ آسف و بلوہر" کے اسی ص ۳ پر لکھا ہے کہ۔

"پھون جب یوذ آسف پر ایمان لایا تھا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔" مہاتما گوتم رشی بدھ ۵۵۰ سال قبل مسیح پیدا ہوئے تھے اور ۴۸۷ قبل مسیح فوت ہوئے تھے۔ (تاریخ ہند مؤلفہ لتھبرج ص ۳۰)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ یوذ آسف حضرت یسوع مسیح سے کئی سو سال پیشتر گزرا ہے۔

(۴) مولوی سید صادق حسین صاحب مرزائی مختار عدالت اٹاوہ کی کتاب کشف الاسرار (مطبوعہ ۱۹۱۱ء مطبع بدر قادیاں) کے ص ۲ پر یہی الفاظ لکھے ہیں۔ کہ

"پھون جب یوذ آسف پر ایمان لایا ہے۔ تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے یوذ آسف کے زمانہ کے دو سو برس کے بعد یہ کتاب لکھی گئی ہے اور چونکہ بدھ حضرت عیسیٰ سے قریباً پانچ سو برس پہلے گزرا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ کتاب غالباً حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے کچھ ہی پہلے لکھی گئی تھی۔"

اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یوذ آسف شاہزادہ سے

کئی سو سال بعد حضرت یسوع مسیح ہوئے ہیں۔

(۵) کتاب رازِ حقیقت کے ص ۱۱ و ۱۵ و ۱۹ پر ہے۔

"اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔"

اور اسی کتاب راز حقیقت کے ص ۱۸ کے حاشیئے پر ہے۔

"اور پھر انیس سو سال تک اس کے مزار کی مدت بیان کئے جانا۔"

حضرت مسیح ابن مریم کی نسبت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "ان کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی ہے۔" (راز حقیقت ص ۲ و ص ۹ کا حاشیہ) اور کتاب راز حقیقت نومبر ۱۸۵۸ء میں لکھی گئی تھی اگر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیار والی قبر حضرت مسیح کی قبر ہوتی اور حضرت مسیح نے ۱۲۰ برس عمر پائی ہوتی تو اس مزار کی مدت ۱۷۷۸ سال ہوتی نہ کہ انیس سو سال۔ انیس صدیاں تو مسیح کی پیدائش پر ہوئیں۔ اب مرزا صاحب کے پیش کردہ گواہوں کی اور گواہی سنئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ مقام جہاں یسوع مسیح کی قبر ہے۔ خطہ کشمیر ہے یعنی سری نگر محلہ خانیار ہے اس بارے میں پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جو اس قبر کا حال بیان کرتی ہیں پورانے کتبہ کے دیکھنے والے بھی شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے علاوہ ازیں سری نگر اور اس کے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقہ کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر کو عرصہ انیس سو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔ اور اسرائیلی نبی اور شہزادہ نبی کے نام سے شہرت رکھتا تھا۔ قوم نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے بھاگ آیا تھا۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۱۰ ص ۴۱۹)

یہاں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "سری نگر اور اس کے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقہ کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر انیس سو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔" مرزا صاحب کے پیش کردہ گواہوں کے بیانات میں سخت اختلاف ہے۔ کجا انیس سو سال تک اس کے مزار کی مدت بیان کئے جانا۔ کجا یہ بیان کہ "صاحب قبر عرصہ انیس سو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔" پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی قبر سرینگر محلہ خانیار میں بتلانا سراسر جھوٹا قصہ ہے۔

(۲) کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص ۲۲۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں۔ جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان سے بھی مفصلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جو اس وقت شمار کی رو سے دو ہزار برس کے قریب گزر گیا ہے۔ ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا۔ جو نبی اسرائیل میں سے تھا۔ اور شاہزادہ نبی کہلاتا تھا۔ اسی کی قبر محلہ خانیار میں ہے۔ جو یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے۔"

دعویٰ تو اتنا بڑا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر کی طرف سفر کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو بے دلیل ہو۔ بلکہ بڑے بڑے دلائل سے یہ امر ثابت کیا گیا ہے۔" (ص ۲۲۶) مگر دلائل قوی اس پر پیش نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی یہ بتلاتے ہیں کہ کشمیر کی تاریخی کتابیں کس زبان میں ہیں ان کے مصنف کون ہیں اور کس زمانے میں ہوئے ہیں مرزا صاحب نے "کشمیر کی تاریخی کتابیں" کے الفاظ لکھ کر حوالہ تو خوب دیا ہے مگر نہ تو صفحہ لکھا ہے اور نہ ان کی اصل عبارتیں لکھی ہیں معلوم نہیں کہ اس قدر اخفا کیوں کیا گیا

ہے صرف یہ الفاظ لکھنے سے کہ "کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں۔" مخالف مان نہیں سکتا۔ جب تک اصل عبارت مع حوالہ صفحہ درج نہ کی جائے۔

قادیانی دلیل نمبر ۶

(۱) مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے ص ۱۳ و ۱۴ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کتاب سوانح یوز آسف جس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا۔ اور پھر اسی کتاب میں اس نبی کی تعلیم لکھی ہے۔ اور وہ تعلیم مسئلہ تثلیث کو الگ رکھ کر بعینہ انجیل کی تعلیم ہے۔ انجیل کی مثالیں اور بہت سی عبارتیں اس میں بعینہ درج ہیں۔ چنانچہ پڑھنے والے کو کچھ بھی اس میں شک نہیں رہ سکتا۔ کہ انجیل اور اس کتاب کا مولف ایک ہی ہے اور طرفہ تر یہ کہ اس کتاب کا نام بھی انجیل ہی ہے اور استعارہ کے رنگ میں یہودیوں کو ایک ظالم باپ قرار دے کر ایک لطیف قصہ بیان کیا ہے جو عمدہ نصائح سے پر ہے۔"

(۲) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص ۲۲۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور یوز آسف کی کتاب میں صریح لکھا ہے کہ یوز آسف پر خدا تعالےٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔"

(۳) ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۹ پر مرزا صاحب کے الفاظ یوں ہیں:۔

"اور یوز آسف کے حالات کے بیان کرنے کے بارے میں

مسلمانوں کی کتابوں میں بعض ہزار برس سے زیادہ زمانہ کی تالیف ہیں جیسا کہ کتاب اکمال الدین جس میں یہ تمام باتیں درج ہیں۔ اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یوذ آسف نے جو شاہزادہ نبی تھا۔ اپنی کتاب کا نام انجیل رکھا تھا۔ سو اس کتاب کے خاص سرینگر میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ایسے پرانے نوشتے اور تاریخی کتابیں پائی گئی ہیں جن میں لکھا ہے کہ یہ نبی جس کا نام یوذ آسف ہے اور اسے عیسے نبی بھی کہتے ہیں اور شہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ نبی اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پرانے زمانہ میں کشمیر میں آیا تھا جس کو ان کتابوں کی تالیف کے وقت تک قریباً سولہ سو برس گزر گئے تھے یعنی اس موجودہ زمانہ تک انیس سو برس گزرا ہے۔"

(۴) حکیم خدا بخش صاحب مرزائی اپنی کتاب "عسل مصفےٰ" حصہ اول کے ص ۵۸۵ پر لکھتے ہیں:۔

"اکمال الدین نام کتاب میں جو گیارہ سو برس کی ہے لکھا ہے کہ یسوع جب کشمیر وغیرہ کی طرف آیا تو اس کے پاس کتاب انجیل تھی جس کا اصل نام بشوریٰ ہے۔ دیکھو اکمال الدین صفحہ ۳۱۷ الغائت ص ۳۵۹۔" (نیز دیکھو رسالہ التنقید ص ۲۷)

(۵) ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر ودسمبر ۱۹۰۳ء کے ص ۴۷۱ و ۴۷۲ پر ہے۔

"کتاب اکمال الدین کا مصنف ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ نبی جو غیر ملک سے آیا۔ کشمیر میں وفات پائی حضرت مسیح علیہ السلام ہی تھے اور کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

مذکورہ بالا بیان میں لفظ بشریٰ قابل توجہ ہے اس سے ثابت ہوتا

ہے کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح ہی تھے عبرانی میں انجیل کو بشوری کہتے ہیں اور انگریزی میں گاسپل۔ اور تینوں لفظوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی خوشخبری اصل عبرانی نام بشوری ہے اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے بشوری وہی لفظ ہے جس کو عربی میں بشری کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام انجیل کی طرف لوگوں کو بلاتے اور جو کتاب ان پر اتاری گئی تھی اس کا نام بشری تھا۔ جو انجیل کا عبرانی نام ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے اور دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں جس پر بشری یعنی انجیل اتاری گئی تھی۔"

نوٹ۔ یہی دلیل رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۴ء کے ص ۱۸۴ رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ص ۱۷۷، رسالہ ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۰۷ء کے ص ۳۳ رسالہ کشف الاسرار کے ص ۱۴ پر پیش کی گئی ہے۔

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) واضح ہو کہ شہزادہ یوز آسف کے حالات کتاب "اکمال الدین واتمام النعمۃ" کتاب "شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر" اور کتاب "یوز آسف وبلوہر" میں لکھے ہوئے ہیں مگر ان کتابوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ یوز آسف پر انجیل اتری تھی پہلی کتاب کے ص ۳۱۷ لغایت ۳۵۹ کو بغور پڑھایا گیا۔ ان صفحوں میں نہ تو لفظ "یسوع" کہیں آیا ہے اور نہ ہی کہیں لفظ "انجیل" لکھا ہوا ہے مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مرید حکیم خدا بخش صاحب مصنف کتاب "عسل مصفے" خدا کے بندوں کو سخت دھوکہ دے رہے ہیں۔

(۲) جس عبارت کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کے الفاظ کتاب "اکمال

الدین واتمام النعمۃ" کے ص ۳۵۸ پر یوں ہیں:۔

"وتقدم یوز آسف امامه حتی بلغ فضاء واسعاً فرفع راسه فذی شجرة عظیمة علی عین ماء احسن مایکون من الشجر واکثر هافرعاو غصنا واملا ها ثمروقد اجتمع الیه من الطیر مالا یعد کثرة فَسُرٌ بذالك المنظر وفرح به وتقدم الیه حتی دنی منه وجعل یعبر فی نفسه ویفسره الشجرة بالبشری التی دعا الیه وعین الماء بالحکمة والعلم والطیر بالناس الذین یجتمعون الیه ویقبلون منه الدین."

(ترجمہ) "اور شہزادہ یوذ آسف نے اپنی راہ لی یہاں تک کہ ایک صحرائے وسیع میں پہنچا پس اس نے اپنا سر اٹھایا۔ اور وہاں ایک بڑا سا درخت دیکھا۔ کہ ایک چشمہ کے کنارہ پر لگا ہوا ہے جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ نہایت ہی پاکیزہ شفاف چشمہ ہے اور نہایت ہی خوب صورت و شاداب درخت ہے کہ کبھی ایسا درخت خوب صورت اس نے نہیں دیکھا تھا اور اس درخت میں شاخیں بہت تھیں۔ اور جب اس درخت کے میوہ کو چکھا تو دنیا بھر کے میووں سے زیادہ شیریں پایا اور یہ دیکھا۔ کہ درخت پر بے حد و بے شمار پرندے بیٹھے ہوئے ہیں ان باتوں کے دیکھنے سے یہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور اس درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے دل میں ان باتوں کا مطلب سوچا تو درخت کو اس نے مثال دی۔ خوشخبری ہدایت سے جو اسے پہنچی تھی اور پانی کے چشمہ کو علم و حکمت سے اور پرندوں کو ان لوگوں سے جو اس کے پاس جمع ہوں گے اور اس سے عقل و حکمت سیکھیں گے اور اس سے ہدایت پائیں گے۔" (شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر ص ۱۲۷)

کتاب اکمال الدین و اتمام النعمہ کے ص ۳۵۸ پر جو لفظ بشریٰ آیا

ہے۔ اس سے یہ لوگ یہ سمجھے کہ یوز آسف پر انجیل اتری تھی حالانکہ ایسا استدلال سراسر غلط ہے۔ کتاب "اکمال الدین" عبرانی زبان میں نہیں ہے بلکہ عربی زبان میں ہے پس یہاں لفظ بشریٰ سے مراد کتاب انجیل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنے خوشخبری کے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھ لیجئے کہ اس کتاب اکمال الدین ص ۳۵۷ پر لکھا ہے کہ فرشتے نے شہزادہ یوز آسف کے پاس آکر کہا کہ :-

"درگاہ الٰہی کی طرف سے خیر و سلامتی تجھے نصیب ہو۔ تو انسان ہے اور ایسے جانوروں اور حیوانوں میں تو پھنسا ہوا ہے جو سب کے سب بدکاری و گنہگاری و نادانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں۔ کہ رحمت الٰہی کی تجھے مبارک باد دوں اور امور دنیا و آخرت کی چند باتیں جو تجھے معلوم نہیں ہیں وہ تعلیم کروں (فاقبل بشارتی) تو میری خوشخبری کو یقین کر اور میرے مشورہ کو اختیار کر اور میرے کہنے سے باہر نہ ہو الخ (کتاب شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر ص ۱۲۳ و ص ۱۲۴)

اس جگہ اردو الفاظ "تو میری خوشخبری کو یقین کر" عربی الفاظ فاقبل بشارتی کا ترجمہ ہیں۔ دیکھئے بشارت کا معنی خوشخبری کے ہیں نہ کہ کتاب انجیل۔

(۳) قرآن مجید کی سورۃ البقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ مریم۔ انبیاء۔ مومنون۔ زخرف۔ حدید۔ صف میں حضرت عیسے ابن مریم کا ذکر خیر آیا ہے۔ اور پارہ ششم کے رکوع ۱۱ اور پارہ ۲۷ کے رکوع ۲۰ میں صاف اور کھلے طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ واتینه الانجیل (ترجمہ) اور ہم نے عیسیٰ کو انجیل دی۔ غرض یہ کہ قرآن مجید میں انجیل کا لفظ آیا ہے اور کئی بار آیا ہے لیکن انجیل کے لئے لفظ بشریٰ فرقان حمید میں کہیں نہیں آیا ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں لفظ بشریٰ استعمال ہوا ہے مگر اس کے معنی اس جگہ خوشخبری ہے نہ کہ کتاب انجیل۔ بشریٰ سورۃ البقرہ پارہ اول کے رکوع ۱۲ میں ہے :-

وبشریٰ للمومنین اس طرح سورہ النحل پارہ ۱۴ کے رکوع ۸و۲۰ میں قرآن شریف کے بارے میں ہے۔ وبشریٰ للمسلمین سورہ یونس پارہ ۱۱ کے رکوع ۱۲ میں اولیاء اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (ترجمہ) ان کے واسطے خوشخبری ہے دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں۔ سورۃ الانفال پارہ نہم کے رکوع ۱۵ میں ملائکہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے اللہ تعالے فرماتا ہے وماجعله الله الا بشری (ترجمہ) اور نہیں کیا ہم اس کو مگر خوشخبری۔ غرض یہ کہ قرآن مجید میں لفظ بشریٰ کتاب "انجیل" کے معنوں میں نہیں آیا ہے البتہ اس کے معنی ان مقامات میں خوشخبری کے ہیں۔

(۴) الزامی جواب۔ خود مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۳۱۱ھ میں عربی میں ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام انہوں نے "حمامۃ البشریٰ" رکھا تھا۔ اس کے معنی ہیں "خوشخبری کا کبوتر" نہ کہ "انجیل کا کبوتر" مرزا صاحب کے مرنے کے بعد مولوی نورالدین صاحب بھیروی کے زمانے میں محمد منظور الٰہی صاحب مرزائی نے مرزا صاحب کے الہامات کو ایک کتاب میں اکٹھا کر کے شائع کیا تھا۔ اور اس کا نام رکھا تھا۔ "البشریٰ" یہ کتاب دو حصوں میں میرے پاس بھی ہے۔

پھر اور سنئے۔ اسی کتاب "البشریٰ" نامی کے حصہ دوم کے ص ۱۳۴ پر مرزا صاحب کا ایک الہام یوں لکھا ہے۔ "لكم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا۔" (ترجمہ) تمہاری اس دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔" نیز دیکھو البشریٰ۔ حصہ دوم کا ص ۶۱۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب اکمال الدین کے ص ۳۵۸ پر جو لفظ "بشریٰ" آیا ہے اس سے کتاب "انجیل" مراد لینا غلط ہے۔

قادیانی دلیل نمبر ۷

(۱) مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' کے ص ۱۴۰ پر لکھتے ہیں:۔

''اور جب میں نے اس قصہ کی تصدیق کے لئے ایک معتبر مرید اپنا جو خلیفہ نورالدین کے نام سے مشہور ہیں۔ کشمیر سری نگر میں بھیجا۔ تو انہوں نے کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کی آخر ثابت ہو گیا کہ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض باشندے اس قبر کا نام عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہیں۔ اور ان کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شاہزادہ نبی ہے۔ جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے اور وہ قبر بنی اسرائیل کی قبروں کی طرح ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ ہے۔ اور قریباً سری نگر کے پانسو آدمی نے اس محضر نامہ پر بدیں مضمون دستخط اور مہریں لگائیں کہ کشمیر کی پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا۔ اور شاہزادہ کہلاتا تھا کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر میں آ گیا تھا

اور بہت بڈھا ہو کر فوت ہوا اور اس کو عیسے صاحب بھی کہتے ہیں اور شاہزادہ نبی بھی۔ اور یوز آسف بھی۔ اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کسر کیا رہ گئی۔"

(نیز دیکھو اخبار فاروق مورخہ ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۶)

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) اس جگہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیش کردہ گواہوں نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے مرزا صاحب کا لکھنا کہ "ان کو پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا۔" سراسر غلط اور جھوٹ ہے مرزا صاحب دعوے تو کر دیتے ہیں مگر اس پر دلیل پیش نہیں کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں کا نام لکھتے اور یہ بتلاتے کہ ان کے مصنف کون تھے اور کس زمانے میں ہوئے ہیں اور اہل کشمیر کی یہ پرانی تاریخیں کس زبان میں ہیں اور اصل عبارت معہ حوالہ صفحہ لکھتے۔ تب آپ کی تحقیقات کا پتہ چلتا۔ اور اگر سرینگر کے قریباً پانسو آدمی نے یہ بیان دیا ہے کہ "کشمیر کی پرانی تاریخ سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا۔" تو یہ بیان بھی بے دلیل ہے ذرا کشمیر کی پرانی تاریخ کا نام۔ صفحہ۔ اصل عبارت تو لکھ دی ہوتی۔ آپ کی وہی مثل ہوئی۔ جھوٹ اوڑھنا۔ جھوٹ بچھونا۔ جھوٹ ہی ان کا سرہانا ہے۔ خود مرزا صاحب نہ کبھی سرینگر (کشمیر) تشریف لے گئے۔ جو کچھ مریدوں وغیرہ نے لکھا اور کہا آپ نے اس کو سچ مان لیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کو کہا جاتا کہ "پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔ اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ

پر فوت ہوئے۔" (میاں محمود صاحب کی کتاب حقیقت النبوت ص ۱۴۲) تو کیا مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان لے آتے۔ وہ بجائے ماننے کے یہ سوال کرتے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے حیات مسیح کا ثبوت دو۔ ہم تب مانیں گے۔ ٹھیک اسی طرح میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی اور سرینگر کے قریباً پانسو آدمی کے بے دلیل دعویٰ کو کون مان سکتا ہے۔

(۲) میں نے ۲۴/ ستمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار "اہلسنت و الجماعت" امرتسر اور ۲۴/ ستمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار "اہلحدیث" امرتسر میں علماء مرزائیہ کو چیلنج دیا تھا۔ کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں سے یہ الفاظ مجھے دکھادو کہ

"یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔"

میرا یہ مطالبہ تھا۔ جس کا صحیح جواب آج تک مرزائی علماء نہ دے سکے۔ اور انشاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ البتہ مولوی غلام احمد صاحب مرزائی مولوی فاضل ساکن بدوملی نے یہ جواب ناصواب لکھا کہ "حضرت صاحب نے یہ پانچ سو آدمیوں کی روایت بیان کی ہے۔ اور کشمیریوں میں جو بات مشہور ہے یا خود کشمیریوں نے جس بات کو اپنی پرانی تاریخوں کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے اس کو حضور نے بیان کیا ہے جبکہ ان لوگوں کا دستخطی محضر نامہ بھی حضور کے پاس پہنچا۔ (فاروق مورخہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۲۶ء ص ۶)

اس جواب کے لکھنے سے بہتر یہ تھا کہ مولوی فاضل غلام احمد صاحب مرزائی اس بارے میں قلم نہ اٹھاتے، یہ میرے مطالبے کا جواب نہیں ہے میرا سوال صرف اس قدر ہے کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں سے یہ الفاظ دکھاؤ کہ "یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔" پانچ سو کشمیریوں

نے اگر یہ بیان دیا ہے تو جھوٹ بولا ہے جھوٹ کی تائید کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ پھر یہی "مولوی فاضل" اس اخبار کے ص ۶ پر تاریخ طبر، کتاب اکمال الدین اور کنزالعمال کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ کتابیں "اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں" میں سے نہیں ہیں۔ تاریخ طبری اور کنزالعمال میں لفظ یوز آسف کہیں نہیں آیا ہے۔ اور نہ یہ الفاظ آئے ہیں۔ کہ یوز آسف بلاد شام سے آیا تھا۔ کتاب اکمال الدین کے ص ۳۱۷ تا ص ۳۵۹ میں شہزادہ یوذ آسف کے حالات بیشک درج ہیں۔ مگر یہ الفاظ کہیں نہیں ہیں کہ "یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔" بہر حال میرا مطالبہ قائم ہے اور اس کا صحیح جواب دینے سے مرزائی علماء قاصر ہیں۔

(۳) واضح ہو کہ خواجہ محمد اعظم مرحوم کی "تاریخ کشمیر اعظمی" (مطبوعہ ۱۳۰۳ھ مطبع محمدی لاہور کے ص ۸۲ پر حضرت سید نصیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"درجوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است۔ کہ درزمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود۔ ایں مکان بمقام پیغمبر معروف ست۔ در کتابے از تواریخ دیدہ شدہ کہ بعد قضیہ و دور و دراز از حکایتے مے نویسد۔ کہ یکے از سلاطین زادہا براہ زہد و تقویٰ آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کرد بر سالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمود و بعد رحلت در محلہ انزہ مرہ آسود دراں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آصف نوشت" الخ

(نیز دیکھو تاریخ کبیر کشمیر ص ۳۴)

مرزا صاحب قادیانی کی کتاب "راز حقیقت" کے ص ۲۰ رسالہ کشف الاسرار کے ص ۱۳۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر

۱۹۰۳ء کے ص ۷۰ ۴۰ رسالہ ریویو جلد ۳ نمبر ۵ ص ۸ ۱۷ رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ص ۱۷۱ پر مندرجہ بالا عبادت کا خلاصہ مطلب اردو میں یوں لکھا ہے۔:

"سید نصیر الدین کی قبر کے ساتھ ایک نبی کی قبر مشہور ہے وہ ایک شاہزادہ تھا جو غیر ملک سے کشمیر میں آیا۔ وہ زہد، تقویٰ، عبادت میں کامل تھا۔ خدا کی طرف سے نبی بنایا گیا اور اہل کشمیر کی دعوت میں مشغول ہوا اس کا نام یوز آسف تھا۔ بہت سے اہل کشف اور خصوصاً میرے مرشد نے شہادت دی ہے کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہوتے ہیں۔"

دیکھئے یہاں یہ نہیں لکھا ہے کہ یوز آسف شہزادہ مغرب سے آیا۔ نہ یہ لکھا ہے کہ وہ اسرائیلی نبی تھا۔ یہ بھی نہیں لکھا ہے۔ کہ وہ بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا صرف اس قدر درج ہے۔ کہ یوز آسف شہزادہ تھا۔ نبی تھا۔ غیر ملک سے کشمیر میں آیا۔

قادیانی دلیل نمبر ۸

(۱) مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے ص ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

"فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا۔"

(۲) کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص ۲۲۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے وہ لوگ شاہزادہ نبی کا نام یوز آسف بیان کرتے ہیں۔

یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے آسف عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو قوم کو تلاش کرنے والا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقے یہودیوں میں سے گم تھے کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا۔"

(۳) کتاب تبلیغ رسالت کی جلد ۹ کے ص ۱۸ و ۱۹ پر ہے۔

"اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے۔ اور اس کے معنی ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا۔"

(۴) مولوی نظام الدین صاحب مرزائی ارشاد فرماتے ہیں۔

"ہاں اس کتاب (یعنی کتاب اکمال الدین) میں بجائے یسوع کے یا عیسیٰ کے یوذ آسف ہے جو مخفف اور مرکب ہے دو ناموں سے یعنی یسوع بن یوسف (دیکھو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۵ء ص ۳۲)۔

"یوز آسف کا وجہ تسمیہ یوز کی "ز" "حرف" "س" سے تبدیل شدہ ہے۔ اور "س" کے آگے "ہ" حذف ہو چکی ہے پس اصل میں "یوسو" تھا۔ جو سریانی میں عیسے کو کہتے ہیں۔ اور آج کل "یسو" کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ کا اصل نام عبرانی میں "یوسع" ہو کیوں کہ عبرانی میں اس وقت یہ نام عام مروج تھا۔ اور بائبل میں ایسے نام آج بھی ہم کو نظر پڑتے ہیں۔ پس "یوسع" کا "یوز" بن جانا آسان ہے اور یوز آسے یوسا بنا ہے۔ اور صف یا آصف یاسف اور آسف مخفف ہے یوسف کا۔ پس سارا نام یوذ آسف مخفف ہے "یوسو یوسف" کا جس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع بن یوسف چونکہ یوسف اس شخص کا نام تھا جس کے ساتھ حضرت مریم صدیقہ کا نکاح ہوا تھا۔ اور

حضرت عیسیٰ یوسف کے ربیب تھے اس لئے حضرت عیسیٰ کو بیٹا ہی کہتے تھے۔ چنانچہ انجیل اس بات کی شہادت دیتی ہے۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۳۲)

قادیانی دلیل کی تردید

جو کچھ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے ص ۱۱۴ اور "ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم" کے ص ۲۲۸ پر یوز آسف کے معنوں پر لکھا ہے اس کی تردید میں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ مرزا صاحب کی چند ایک دوسری تحریریں ذیل میں درج کئے دیتا ہوں ناظرین ذرا غور سے پڑھیں۔

(الف) کتاب "ست بچن" کے ص ۱۶۴ کا حاشیہ۔ رسالہ "نور القرآن" کے ص ۷۰ و ص ۷۱ کے حاشئے اور کتاب تبلیغ رسالت کے حصہ ۴ کے ص ۸۷ پر ہے۔

"اصل بات یہ ہے کہ کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے جس کو یوز آسف کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر ایک سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیوں کہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہے مگر ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق کے ساتھ کھل جائے گا۔ کہ دراصل یہ لفظ یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ آسف اندوہ اور غم کو کہتے ہیں۔ چونکہ مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا۔ مگر بعض کا بیان ہے۔ کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اجنبی زبان میں بکثرت استعمال ہو کر یوز آسف بن گیا۔ مگر میرے نزدیک یسوع اسم با مسمی ہے اور

ایسے نام جو واقعات پر دلالت کریں۔ اگر عبرانی نبیوں اور دوسرے اسرائیلی راستبازوں میں پائی جاتی ہیں چنانچہ یوسف جو حضرت یعقوب کا بیٹا تھا اس کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ اس کی جدائی پر اندوہ اور غم کیا گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس بات کی طرف اشارہ فرما کر کہا یا اسفاعلیٰ یوسف پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ یوسف پر اسف یعنی اندوہ کیا گیا اس لئے اس کا نام یوسف ہوا۔"

(ب) کتاب البریہ کے مقدمہ کے ص ۲ پر ہے۔:

"اور جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے مسیح کشمیر میں آکر فوت ہوئے اور اب تک نبی شاہزادہ کے نام پر کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے اور لوگ بہت تعظیم سے اس کی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شاہزادہ نبی تھا۔ جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اسی شاہزادہ کا نام غلطی سے بنائے یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کر کے مشہور ہوئے جس کے معنی ہیں یسوع غمناک۔"

(ج) کتاب "حمامۃ البشری" مترجم کے ص ۹۹ پر ہے:۔

"فرجع موسیٰ غضبان اسفا (ترجمہ) "پس موسیٰ غضب اور تاسف کی حالت میں واپس ہوا۔"

(د) کتاب انجام آتھم کے ص ۸۳ پر ہے:۔

یا اسفا علیھم انھم اتفقوا علی الضلالۃ جمیعا (ترجمہ) برایشاں افسوس کہ ایں مردم ہمگناں طریق ضلالت اختیار نمودند۔"

(س) "لغت کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار کی جلد اول ص ۳۱۔ ۳۲۔ قاموس کی جلد ۳ ص ۱۲۱۔ لسان العرب کی جلد ۱۰ ص ۳۴۶۔ صراح ص ۳۴۰ جلد ۲۔ تاج العروس جلد ۶ ص ۴۰۔ منتہی الارب جلد اول ص ۳۶ مفردات امام راغب ص ۱۵۔ المصباح المنیر جلد اول ص ۱۰ پر لفظ

اَسف کے معنے اندوہ۔ غم۔ حزن اور غصے کے آئے ہیں۔"

(ش) مولوی نظام الدین صاحب مرزائی کا یہ لکھنا کہ "سارا نام یوز آسف مخفف ہے۔ یوسویوسف کا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ "یسوعؑ بن یوسف۔" ایک مضحکہ آمیز بات ہے اور کوئی دانا اسے قبول نہ کرے گا۔ کتاب "اکمال الدین واتمام النعمۃ" عربی زبان میں ہے اور اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ یوز آسف کی ماں کا نام مریم تھا۔ اور نہ ہی اس میں کہیں اس یوسف کا ذکر آیا ہے۔ مولوی صاحب کی اس توجیہہ سے بڑھ کر مفتی محمد صادق صاحب مرزائی کی توجیہہ سنئے۔ مفتی صاحب نے ایک بار ارشاد فرمایا:۔

"پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔ "ایسو کول تے کچھ نہ پھول۔" غالباً مرور زمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا اور اصل یوں تھا کہ ایسو کول یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے لیکن کچھ اس کی بابت کھول کر دریافت نہ کرو۔ کیوں کہ یہ امر پردے میں رکھنے کے لائق ہے۔ کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔"

(دیکھو اخبار فاروق مورخہ ۱۱۔۱۸۔۲۵ مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۱)

واہ صاحب کیا کہنے۔ مفتی صاحب نے تو کمال کر دیا۔ جو بات آپ کے پیرومرشد کو نہ سوجھی وہ آپ کو سوجھی اب ناظرین خود ہی انصاف سے فرمائیں۔ کہ ایسی بے دلیل اور من گھڑت باتوں کا جواب ہم کیا دیں۔

قادیانی دلیل نمبر ۹

مرزا صاحب قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پا کر پنجاب کی

طرف گئے اور پھر کشمیر میں پہنچے اور ایک سو برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے تئیں شہزادہ نبی کہتا ہے چوتھا قرینہ یہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہٖ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال ہے۔" (کتاب تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۱۸ و ۱۹)

"اور اس کی (یعنی یوز آسف کی) تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی۔ بلکہ بعض مثالیں اور بعض فقرے اس کی تعلیم کے بعینہٖ مسیح کی ان تعلیمی فقرات سے ملتے ہیں۔ جو اب تک انجیلوں میں پائے جاتے ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸)

نوٹ:۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء کے ص ۲۷۴ و ص ۳۷۴۔ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ص ۱۰۰۔ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۷ء ص ۳۳ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ "یوز آسف کی تعلیم یسوع کی تعلیم سے بہت ملتی جلتی ہے۔"

قادیانی دلیل کی تردید

مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کا یہ مذہب ہے کہ "جو سرینگر میں محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ در حقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔" (راز حقیقت ص ۲۰)

اور اس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ "یوز آسف کی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی۔" (ریویو جلد ۲ نمبر ۱۲ ص ۳۳۸) حالانکہ یہ دلیل بھی کمزور ہے کیوں کہ خود مرزا صاحب اس امر کو لکھ چکے ہیں کہ

"حضرت مسیح کی تعلیم اور بدھ کی تعلیم میں نہایت شدید مشابہت ہے۔"
(کتاب مسیح ہندوستان میں ص ۸۴)

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت یوذ آسف کی تعلیم اور بدھ کی تعلیم میں نہایت شدید مشابہت ہے مثلاً خطاب خط ج د کے متوازی ہے اور خط رس خط ج د کے متوازی ہے تو ثابت ہوا کہ خطاب اور خط رس آپس میں متوازی ہیں۔

ANTI AHMADIYYA QADYANI
MOVEMENT IN ISLAM,
Gala No. 5 Phoia Seth Ki Chawl,
810, Maulana Azad Rd., Cross Lane,
Madanpura, MUMBAI 400 008.
INDIA. Tel. 309 84 47

باوجود اس بات کے حضرت یوز آسف کو بدھ نہیں کہہ سکتے ذرا غور سے سنو۔ یورپ کے بعض مصنفوں نے جوزافٹ اور گوتم بدھ کو ایک ہی شخص ثابت کرنے کی کوشش کی ہے (دیکھو ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۷۴) اور چونکہ اس قصہ کے بعض واقعات گوتم بدھ کی زندگی کے واقعات سے مشابہت رکھتے ہیں اس لئے اکثر عیسائی صاحبان کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ شہزادہ یوز آسف گوتم بدھ کا ہی دوسرا نام ہے۔ (ریویو بابت ماہ جون ۱۹۱۰ء ص ۲۳۸ و ص ۲۳۹)

ان باتوں کا جواب مرزائیوں کی طرف سے یوں دیا گیا کہ:۔

"اگر یوز آسف کے قصہ کے بعض واقعات گوتم بدھ کے حالات سے ملتے ہوں۔ تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔" (ریویو جلد ۲ نمبر ۱۱ و ۱۲ ص ۴۷۴) "اگر سری نگر کی قبر بدھ کی قبر ہوتی تو وہ دنیا کے کل بدھ مذہب کے پیروؤں کا مرجع ہونی چاہئے تھی۔"
(ریویو بابت ماہ جون ۱۹۱۰ء ص ۲۳۹)

ٹھیک اسی طرح میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یوز آسف کے قصہ کے بعض واقعات یسوع مسیح کے حالات سے ملتے ہیں۔ تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر سری نگر کی قبر یسوع مسیح کی قبر ہوتی تو وہ دنیا کے کل مسیحی مذہب کے پیروؤں کا مرجع ہونا چاہئے تھی۔ بقول مرزا صاحب قادیانی، "حضرت مسیح کی تعلیم اور بدھ کی تعلیم میں نہایت شدید مشابہت ہے۔ اس بات کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ خطاب جو بدھ کو دیئے گئے مسیح کے خطابوں سے مشابہ ہیں۔ اور ایسا ہی وہ واقعات جو بدھ کو پیش آئے۔ مسیح کی زندگی کے واقعات سے ملتے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں ص ۷۰) پھر بھی یہ دونوں الگ الگ ہستیاں ہیں دونوں ایک ہی شخص کے نام نہیں ہیں۔

قادیانی دلیل نمبر ۱۰

"واضح ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے فرض رسالت کی رو سے ملک پنجاب اور اس کے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا۔ کیوں کہ بنی اسرائیل کے دس فرقے جن کا نام انجیل میں اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں رکھا گیا ہے۔ ان ملکوں میں آگئے تھے جن کے آنے سے کسی مورخ کو انکار نہیں ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ حضر مسیح علیہ السلام اس ملک کی طرف سفر کرتے اور ان گم شدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالے کا پیغام ان کو پہنچاتے اور جب تک وہ ایسا نہ کرتے تب تک ان کی رسالت کی غرض بے نتیجہ اور نا مکمل تھی۔" (مسیح ہندوستان میں ص ۹۱)

قادیانی دلیل کی تردید

مانا کہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان مشرقی ملکوں میں آگئے تھے اور یہ بھی تسلیم کیا کہ افغان اور کشمیری لوگ بنی اسرائیل ہیں (مسیح ہندوستان میں ص ۹۲) مگر یہ لکھنا کہ ضروری ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ایران، افغانستان، ہندوستان اور کشمیر میں آئے ہوں۔ دلائل قویہ اور تاریخوں سے ثابت نہیں ہے۔ واقعات کا ثبوت دلائل سے ہوتا ہے نہ کہ قیاسات سے۔ دیکھو یہ بات بھی تسلیم کی گئی ہے کہ یہودی لوگ تاتار، بخارا، امر و اور خیوا کے متعدد علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے۔ یہودی لوگ چین، ایران، تبت میں آباد ہیں۔ بنی اسرائیل ملک عرب میں بھی تھے (مسیح ہندوستان میں ص ۹۴، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰) اس کے علاوہ بعض یہود یونان میں جاکر آباد ہوگئے تھے (ریویو جلد اول ص ۱۰۴ نمبر ۳ ص ۹۸ و ص ۱۰۰) تو کیا حضرت مسیح علیہ السلام یونان، عرب، تاتار اور چین میں بھی تشریف لے گئے تھے؟

قادیانی مغالطے کا جواب

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب چشمۂ معرفت کے ص ۲۵۰ کے حاشیے پر لکھتے ہیں۔

"اور ایک کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ میں ایک بزرگ کی روایت سے حضرت عیسے کی قبر کا بھی حوالہ دیا ہے جو ایک جگہ دیکھی گئی یعنی ایک قبر پر پتھر پایا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ عیسیٰ کی قبر ہے یہ قصہ ابن جریر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے۔"

(۲) حکیم خدا بخش صاحب مرزائی اپنی کتاب "عسل مصفےٰ حصہ اول کے ص ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱، ۴۶۶ و ۴۶۷ پر (بحوالہ تاریخ الرسل والملوک

ص۳۸۷ و ۳۹۷) لکھتے ہیں:۔

"ہمارے پاس ابن حمید نے ان کے پاس مسلمہ نے محمد بن اسحٰق سے ان کے پاس عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے ان کے پاس ابن سلیم انصاری زرقی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک عورت نے منت مانی تھی کہ راس الجماء پر جو مدینہ کے نواحی میں ایک پہاڑ عقیف میں ہے جاکر نذر ادا کرے گی۔ راوی کہتا ہے کہ میں بھی اس عورت کے ساتھ گیا جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ تو کیا دیکھا کہ ایک بڑی قبر ہے جس پر دو بھاری پتھر پڑے ہیں ایک پتھر تو سرہانے ہے اور ایک پتھر اس کی پائیں کی طرف ہے جن پر کچھ لکھا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کیا لکھا ہوا ہے۔ میں نے دونوں پتھروں کو اپنے ہمراہ اٹھا لیا جب میں بعض حصہ پہاڑ پر سے نیچے اترنے لگا تو بوجھ سنگین کی وجہ سے ایک پتھر کو میں نے پھینک دیا اور دوسرے کو لے کر نیچے اترا اور پھر میں نے سریانی لوگوں کے آگے اس کو پیش کیا کہ کیا وہ اس کو پڑھ سکتے ہیں مگر وہ اس کی تحریر کو نہ سمجھ سکے پھر میں نے زبور کے زباندانوں کے آگے اس کو پیش کیا جو یمن میں رہتے تھے اور جو لکھنا جانتے تھے مگر وہ بھی اس کی تحریر کو نہ پہچان سکے۔ تو جب مجھے کوئی شخص بھی اس کے پہچاننے والا نہ ملا۔ تو میں نے اس کو ایک صندوق کے نیچے رکھ دیا۔ اور کئی سال تک وہ وہاں پڑا رہا پھر کچھ مدت کے بعد فارسیوں میں سے اہل ماہ ہمارے ہاں آئے جو موتی خرید آئے تھے میں نے ان سے کہا کہ تمہارے ہاں بھی کوئی لکھائی ہوتی ہے تو انہوں نے کہا ہاں ہوتی ہے تو میں نے وہ پتھر نکالا۔ ان کے آگے پیش کیا۔ تو اس کو دیکھ کر پڑھنے لگے اور اس پر لکھا ہوا تھا رسول اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی یہ قبر ہے جو ان بلاد کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور جب وہ لوگ اس زمانہ میں اس کے پیرو ہو گئے۔ تو ان میں رہتا تھا۔

اور ان کے ہاں فوت ہو گیا اور اس کی وفات پر انہوں نے اس کو پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دیا۔ اس روایت سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام مر گیا خواہ کہیں مرا۔"

نوٹ:۔ اخبار الحکم مورخہ ۳/ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۸۔ اخبار بدر مورخہ ۲۱/ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۶ فاروق مورخہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۲۶ء ص ۶ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱۵۔ نمبر ۳۔ صفحہ ۲۲۔ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء ص ۴۵۔ ۴۶۔ کتاب محقق ص ۱۱۸۔ کتاب نعم الوکیل ص ۴۰ اور کتاب مرآۃ الحقائق جلد سوم ص ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ پر بھی یہی روایت پیش کی گئی ہے۔

جواب۔ اس روایت میں ایک راوی محمد بن اسحٰق ہے جو جھوٹا ہے دراصل یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ موضوع ہے۔ محمد بن اسحٰق راوی کی نسبت علماء مرزائیہ میں سے مولوی سید سرور شاہ صاحب مقیم قادیان اپنی کتاب "القول المحمود فی شان المحمود" کے ص ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۳۷ و ۴۷ پر لکھتے ہیں۔

"نسائی نے کہا قوی نہیں اور دار قطنی نے کہا اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی ابوداؤد نے کہا قدری ہے معتزلہ ہے کہا سلیمان تیمی نے کذاب ہے وہب نے کہا سنا میں نے ہشام بن عروہ سے وہ کہتا تھا کذاب ہے اور وہب نے کہا پوچھا میں نے مالک سے ابن اسحٰق کے متعلق تو اس نے اس پر تہمت لگائی عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا یحیٰی بن سعید انصاری اور امام مالک بن اسحٰق پر جرح کرتے تھے اور کہا یحیٰی بن آدم نے حدیث بیان کی ہم کو ابن ادریس نے کہا میں مالک کے پاس تھا۔ تو اس کو کہا گیا ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مالک کا علم مجھ پر پیش کرو۔ میں اس کا طبیب ہوں پس مالک نے کہا دیکھو اس دجال کی طرف جو کہ دجالوں میں سے ہے اور یحیٰی نے کہا تعجب ہے ابن

اسحٰق پر حدیث بیان کرتا ہے اہل کتاب سے اور بے رغبتی کرتا ہے شرجیل بن سعید سے اور احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ بیاضی فرقہ سے ہے اور کہا ابن ابی فدیک نے کہ میں نے ابن اسحٰق کو دیکھا لکھتا ہے اہل کتاب کے آدمی سے اور امام احمد نے کہا کہ وہ بہت ہی ملانے والا تھا۔ ابو قلابہ الرقاشی نے کہا ہے حدیث بیان کی ابوداؤد سلیمان بن داؤد نے کہا کہ یحییٰ بن قطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق کذاب ہے ابوداؤد الطیالسی نے کہا کہ میرے پاس حدیث بیان کی میرے ایک دوست نے۔ کہا میں نے ابن اسحٰق کو یہ کہتے سنا تھا۔ کہ حدیث بیان کی میرے پاس مضبوط راوی نے پس کہا گیا اس کو (کس نے) اس نے کہا یعقوب الیہودی نے۔" (دیکھو کتاب میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۱۔ ۲۲)

اس سے ثابت ہوا کہ روایت مندرجہ تاریخ طبری ایک موضوع روایت ہے صحیح نہیں ہے۔ خود حکیم خدا بخش صاحب مرزائی اپنی کتاب "عسل مصفیٰ حصہ اول کے ص ۶۸ ۴ پر اس قبر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"یہ قبر فرضی ہے اور بلاشک فرضی ہے۔"

عسل مصفیٰ حصہ اول میں حکیم صاحب مذکور نے وفاتِ مسیح پر بہت زور دیا ہے۔ اور یہ بات بھی لکھی ہے کہ "حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ملک کشمیر کے شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔" حالانکہ یہ دونوں باتیں سراسر غلط ہیں۔ قادیانی دلائل کا رد کرتے ہوئے میں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت شہزادہ یوز آسف کی جو قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔ وہ حضرت یسوع مسیح کی قبر نہیں ہے۔

جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے

الحمد للہ کہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ میں نے ثابت کر دیا کہ ملک کشمیر کے شہر سری نگر میں محلّہ خانیار میں جو شہزادہ یوز آسف کی قبر ہے۔ وہ حضرت یسوع مسیح ابن مریم کی قبر نہیں ہے مرزا صاحب کا اپنی کتابوں مثلاً "ایام الصلح"، "کشف الغطاء"۔ "رازِ حقیقت"۔ "مسیح ہندوستان میں"۔ "نور القرآن"۔ "ست بچن"۔ "تحفہ گولڑویہ"۔ "کشتی نوح"۔ "حقیقۃ الوحی"۔ "ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم" وغیرہ میں یہ لکھنا۔ "کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر شہر سری نگر کے محلّہ خانیار میں ہے۔" صریح جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا سخت گنا ہے۔ چنانچہ جھوٹ بولنے والے کے بارے میں خود مرزا صاحب یوں لکھتے ہیں۔:

(۱) "ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

(۲) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں ہے۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۹ کا حاشیہ)

(۳) "اے بے باک لوگو! اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶)

(۴) "دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔"
(نزول المسیح ص ۲)

(۵) "جیسے بت پوجنا شرک ہے ویسے ہی جھوٹ بولنا شرک ہے۔"
(الحکم ۷ار اپریل ۱۹۰۵ء ص ۱۳)

(۷) "جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے" (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۳۰)

(۸) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶)

قادیانی دلیل نمبر ۱۱

مولوی غلام رسول صاحب مرزائی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"علاوہ اس کے قرآن کریم کا حسب ارشاد اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ۔ حضرت مسیح کو حضرت آدمؑ کی مماثلت میں پیش کرنا مماثلت کے ایک پہلو کے لحاظ سے لطیف طور پر اسبات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس طرح حضرت آدم کی ہجرت گاہ سرزمین ہند ہوئی اسی طرح مسیح کے لئے بھی ہجرت گاہ سرزمین ہند ہی قرار دی گئی۔ یہ آیت قرآن کریم میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی جس سے ایک نیا علم آپ کو دیا گیا اور جس میں علاوہ اور مماثلت کے پہلوؤں کے ایک پہلو مماثلت کا یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح آدم کا اس بات میں بھی مثیل ہے کہ دونوں کی ہجرت گاہ سرزمین ہند بنائی گئی۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب جو مسیح محمدیؐ ہیں اور جو آنحضرت صلعم کے کامل بروز اور کامل مظہر ہونے کی وجہ سے آنحضرتؐ کے ہی قائمقام ہیں آپ کا بھی سرزمین ہند میں ظہور فرما ہونا مناسب تھا کیا بوجہ اس مرتبہ مماثلت کے جو آپ کو آدم اور مسیح سے ہے اور کیا بوجہ اس کے کہ آنحضرتؐ بمماثلت آدم سرزمین ہند میں ہجرت فرما ہوئے آپ کے قائمقام اور آپ کی نیابت میں ہو کر دونوں طرح کی مماثلت کے مصداق بنے۔"

رسالہ "التنقید" ص ۳۱ و ۳۲)۔

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) سورۃ آل عمران۔ پارہ سوم کے رکوع ۱۴ میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔

"اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِن تُرَابٍ ثُمَّ

قَالَ لَه كُن فَيَكُونُ۔

(ترجمہ) "تحقیق مثال حضرت عیسےٰ کی اللہ کے نزدیک مانند حضرت آدمؑ کے ہے کہ اُس کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا اس کو ہو پس وہ ہو گیا۔"

نوٹ۔ نصاریٰ اس بات پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰؑ بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدمؑ کو تو نہ ماں نہ باپ عیسیٰ کو باپ نہ ہو تو کیا عجب۔

(موضح القرآن ص ۷۵)

بات یہ ہے کہ یہود نامسعود حضرت مریم صدیقہ پر (معاذاللہ) زناکاری کا الزام و بہتان لگاتے ہیں (پارہ ششم کا رکوع دوسرا + پارہ ۱۶ کا رکوع ۵) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ نہیں مانتے۔ اس کے برخلاف عیسائی لوگ حضرت مسیح کو بن باپ مانتے ہوئے ان کو خدا اور خدا کا حقیقی بیٹا مانتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ حکیم و علیم نے مندرجہ بالا آیت میں حضرت آدم نبی اللہ علیہ السلام کی مثال دے کر دونوں فرقوں کا رد فرمایا۔ یہود اور نصاریٰ دونوں فرقے بائبل کی رو سے حضرت آدم کی بابت تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے ماں باپ کے بغیر اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ پس یہود نامسعود کے عذر کو یوں توڑا کہ جب تم خود حضرت آدم کی پیدائش ماں باپ کے بغیر مانتے ہیں تو حضرت مسیحؑ کے بن باپ پیدا کئے جانے میں کیوں شک کرتے ہو۔ نصاریٰ کو یوں جواب دیا کہ اگر حضرت مسیحؑ کو خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا اس جہت سے مانتے ہو کہ وہ بن باپ ہیں تو حضرت آدمؑ کو کیا کہو گے جن کا نہ باپ تھا اور نہ ماں تھی۔ پس جس قادر مطلق نے حضرت آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا تھا اسی قادر مطلق نے حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ پیدا کیا ہے۔

(۲) اس آیت مقدسہ سے مسیح ناصری کے ہندوستان کی طرف آنے پر استدلال کرنا اور مرزا صاحب قادیانی (جو مثیل مسیح ہونے کے مدعی تھے) کے ہند میں پیدا ہونے پر استدلال کرنا سراسر غلط ہے۔ حدیث نبویؐ مندرجہ کتاب مسند احمد جلد ۶ ص ۵۷۔ کتاب کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ + کتاب حج الکرامہ صفحہ ۳۴۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ ملک شام میں ہوں گے۔

قادیانی دلیل نمبر ۱۲

"اور لاکھوں انسانوں نے اس جسم کی آنکھ سے دیکھ لیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور جیسا کہ گلگتہ یعنی سری کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنی سری نگر میں اُن کی قبر کا ہونا ثابت ہوا یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں سری کا لفظ موجود ہے یعنی جہاں حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے اور جہاں انیسویں صدی کے اخیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت ہوئی اس مقام کا نام بھی گلگت یعنے سری ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ گلگت جو کشمیر کے علاقہ میں ہے یہ بھی سری کی طرف ایک اشارہ ہے غالباً یہ شہر حضرت مسیح کے وقت میں بنایا گیا ہے اور واقعہ صلیب کی یادگار مقامی کے طور پر اس کا نام گلگت یعنی سری رکھا گیا۔"

(مرزا صاحب کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" (ص ۵۳)

قادیانی دلیل کی تردید

انجیل متی کے باب ۲۷ کی آیت ۳۳ میں جو لفظ "گلگتا" آیا ہے اس کے معنی ہیں "کھوپری کی جگہ" (دیکھو انجیل متی مع مختصر شرح از پادری ایچ۔یو۔ وٹیبر بخت صفحہ ۱۳۹ کا حاشیہ) اور ملک کشمیر کے شہر سری نگر میں جو لفظ "سری" آیا ہے اس سے مراد "کھوپری" نہیں ہے بلکہ یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے "سری" اور "نگر"۔ ہندوؤں کی زبان میں "نگر" سے مراد "آبادی" ہے اور لفظ "سری" ہندوؤں میں تعظیم و تکریم کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں سری رامچندر جی۔ سری لچھمن جی۔ سری ہنومان جی۔ سری کرشن جی۔ سری مہادیو جی۔ سری گنیش جی۔ سری نارائن جی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں کسی بزرگ و نیک کے لئے لفظ "حضرت" استعمال ہوتا ہے اور ہندوؤں میں لفظ "سری"۔

قادیانی دلیل نمبر ۱۳

"اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس برس کی ہوئی ہے اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں (۱) ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچاس برس زندہ رہے (۲) دوم یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہ صرف تینتیس برس کی عمر میں آسمان کی طرف اٹھائے جاتے تو اس صورت میں ایک سو پچیس برس کی روایت صحیح نہیں ٹھہر سکتی

تھی اور نہ وہ اُس چھوٹی سی عمر میں یعنی تینتیس برس میں سیاحت کر سکتے تھے اور یہ روائتیں نہ صرف حدیث کی معتبر اور قدیم کتابوں میں لکھی ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے فرقوں میں اس تواتر سے مشہور ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ کنزالعمال جو احادیث کی ایک جامع کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۴ (جلد دوم) میں ابوہریرہ سے یہ حدیث لکھی ہے اوحی الله تعالیٰ الی عیسیٰ ان یا عیسےٰ انتقل من مکان لئلا تعرف فتوذی۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف نقل کرتا رہ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جا تا کہ کوئی تجھے پہچان کر دُکھ نہ دے اور پھر اسی کتاب (جلد ۲ ص ۷۱) میں جابرؓ سے روایت کر کے یہ حدیث لکھی ہے۔ کان عیسی بن مریم یسیح فاذا امسیٰ اکل بقل الصحرا ، ویشرب الماء القراح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحت کیا کرتے تھے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سیر کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی تو جنگل کے بقولات میں سے کچھ کھاتے تھے اور خالص پانی پیتے تھے۔ اور پھر اسی کتاب (جلد ۶ صفحہ ۵۱) میں عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کے یہ لفظ ہیں۔ قال احب شئی الی الله الغر باء قیل ای شئی الغرباء قال الذین یفرون بدینهم ویجتمعون الی عیسی ابن مریم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب سے پیارے خدا کی جناب میں وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں۔ پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنے ہیں کہا وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں ص ۵۳ ص ۵۴)

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) مرزا صاحب قادیانی کا یہ لکھنا کہ "احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس برس کی ہوئی ہے" صحیح نہیں ہے۔ ایسی کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "ماثبت من السنة فی ایام السنة" کے صفحہ ۴۹ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"من قال خمساوستین حسب السنة التی ولدفیها والسنة التی قبض فیها ومن قال ثلثا وستین وهوالمشهور اسقطهما ومن قال ستین اسقط الکسور ومن قال اثنین ونصف کا نه اعتمد علی حدیث فی الاکلیل وفیه کلام لم یکن نبی الاعاش نصف عمر اخیه الذی قبله وقد عاش عیسیٰ خمساوعشرین ومائة۔"

حکیم خدا بخش صاحب مرزائی کی خیانت ملاحظہ ہو۔ اس نے اپنی کتاب عسل مصفے کی جلد اول کے ص ۵۱۹ پر حضرت شیخ کی اس کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے صرف الفاظ (وعاش عیسیٰ علیہ السلام خمس وعشرین سنتہ ومائتہ) نقل کر دیے ہیں اور الفاظ "وفیہ کلام" نقل نہ کئے۔

(۲) تفسیر ابن جریر کی جلد سوم کے صفحہ ۱۶۴ پر ایک روایت ہے جس میں حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس بتلائی گئی ہے مگر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس میں ایک راوی عبداللہ بن لہیعہ ہے جس کی بابت کہا گیا ہے کہ:۔

"ضعیف تھا اور معروف الحال ہے اور امام احمدؒ بن حنبل نے فرمایا ہے۔ کہ جابر سے قابل انکار اور اوپری باتیں اس نے روایت کی ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا تھا اور نسائی نے کہا ہے کہ وہ معتبر نہیں ہے اور اس نے کہا ہے کہ ابن لہیعہ بوڑھا اور احمق اور ضعیف العقل آدمی تھا اور وہ کہتا تھا کہ حضرت علیؓ بادلوں میں ہے اور ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا اور بادل دیکھتا تو کہتا کہ وہ علیؓ بادل میں سے گزرے جارہے ہیں۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء ص ۱۷ بحوالہ تاریخ ابن خلدون ۲۲۶)

(۳) مقتداء اہل حدیث امام حافظ ابن کثیرؒ (مسک العارف ص ۴۲ از مولوی سید محمد احسن صاحب مرزائی امروہی) نے اپنی تفسیر کی جلد سوم کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھا ہے کہ صحیح امر یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع اس وقت ہوا کہ جب آپ کی عمر ۳۳ برس کی تھی پھر اس تفسیر ابن کثیر کی جلد نہم کے صفحہ ۳۸۰ پر بحوالہ ابن ابی الدنیا ایک حدیث نبویؐ لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی عمر ۳۳ سال کی ہوئی ہے۔

(۴) جو دو باتیں مرزا صاحب قادیانی نے لکھی ہیں ان دونوں باتوں کو "اسلام کے تمام فرقے" ہرگز نہیں مانتے ہیں۔ مرزا صاحب پر ضروری تھا کہ کتابوں کے حوالوں اور دلائل سے اس امر کو ثابت کرتے۔ حضرت مسیح سے پیشتر حضرت نوح علیہ السلام ہوئے ہیں جن کی عمر ۹۵۰ سال قرآن کریم سے ثابت ہے۔

اور حضرت ابراہیم کی سیاحت و سفر ملاحظہ ہو۔ ملک عراق عرب میں آپ پیدا ہوئے۔ شام کی طرف ہجرت کی۔ ملک مصر میں بھی گئے اور سرزمین حجاز کو بھی اپنے قدم سے مشرف فرمایا۔

(۵) حدیث کی کتاب کنز العمال کی جلد ششم کے ص ۱۵۱ پر ہے :۔

"قال احب شئی الی الله الغرباء قیل ای شئی الغرباء قال الذین یفرون بدینهم و یجتمعون الی عیسیٰ بن مریم۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا سب سے پیارے خدا کی جناب میں غریب لوگ ہیں۔ پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنی ہیں۔ حضور پر نور نے فرمایا وہ لوگ جو بھاگیں گے اپنے دین کے ساتھ اور عیسیٰ ابن مریم کی طرف جمع ہوں گے۔"

مرزا صاحب قادیانی کی چالاکی ملاحظہ ہو الفاظ "الی عیسیٰ بن مریم" کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"عیسیٰ مسیح کی طرح" حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہے۔ "عیسیٰ ابن مریم کی طرف۔" غرض یہ کہ جملہ "الذین یفرون بدینهم ویجتمعون الیٰ عیسیٰ بن مریم" کا ترجمہ یہ کرنا کہ

"وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔"

سراسر غلط ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ بھاگنے والے اور جمع ہونے والے لوگ ہیں نہ کہ عیسیٰ ابن مریم۔ مرزا صاحب غلط ترجمہ کر کے یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ مسیح اپنا دین لے کر اپنے ملک سے بھاگے تھے۔

(۶) بقول مرزا صاحب لغت کی مشہور و معروف کتاب لسان العرب کے صفحہ ۴۳۱ پر لکھا ہے۔

قیل سمی عیسیٰ بمسیح لانه کان سائما فی الارض لا یستقر یعنی عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ زمین میں سیر کرتا تھا اور کہیں اور کسی

جگہ اس کو قرار نہ تھا یہی مضمون تاج العروس شرح قاموس میں بھی ہے۔"
(مسیح ہندوستان میں ص ۶۹)

حضرت مسیح کا وطن ملک شام تھا۔ علاقہ فلسطین شام کا ایک حصہ ہے موجودہ اناجیل اربعہ اور انجیل برناباس کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح تبلیغ کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔ آپ کی بیوی و بچے نہ تھے اور نہ گھر بار تھا۔ ملک شام ملک پنجاب سے بہت بڑا ہے۔ کوئی ضلع گورداسپور کے برابر علاقہ نہیں ہے اور تاریخ روضۃ الصفا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ملک عراق کے شہر نصیبین کی طرف بھی گئے تھے جو بیت المقدس سے قریباً ۴۵۰ کوس دور ہے۔ پس مسیح ناصری نے اپنے رفع سے پیشتر خوب سفر کئے ہیں۔

قادیانی مغالطے سے بچو

تاریخ روضۃ الصفا کا حوالہ

(۱) مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے:۔

"بہر حال اگر روضۃ الصفا کی روایت پر اعتبار کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کا نصیبین کی طرف سفر کرنا اس غرض سے تھا کہ تا فارس کی راہ سے افغانستان میں آویں اور اُن گم شدہ یہودیوں کو جو آخر افغان کے نام سے مشہور ہوئے حق کی طرف دعوت کریں۔"

(۲) حکیم خدا بخش صاحب مرزائی نے اپنی کتاب عسل مصفٰی کے حصہ اول کے صفحہ ۵۷۱ و ۵۷۲ پر لکھا ہے:۔

"واقعہ صلیب سے ۴۰ روز تک مسیح حواریوں سے ملتا بھی رہا لیکن

خفیہ دروازہ بند کر کے ملا کرتا تھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کو افشاء راز سے ممانعت کی گئی تھی اس واسطے ان کو مصنوعی بات بنانی پڑی کہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے اور بعض نے محض یہودیوں کے خیال کو پھیرنے کے لئے وہ تعاقب نہ کریں مصنوعی قبریں بنالیں تاکہ یہودیوں کو یقین ہو جائے کہ مسیح مر گیا حالانکہ مسیح علیہ السلام اُس پہاڑ سے اتر کر دوسری سمت کو چل دیئے اور کئی سو میل کی مسافت طے کر کے نصیبین میں پہنچے چنانچہ کتاب روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے :۔

"ملک راحدیث شمعون مستحسن افتاد باحضار روح اللہ فرمان داد عیسیٰ آمد۔" یعنی بادشاہ کو شمعون کی بات اچھی لگی حضرت روح اللہ کے بذات خود تشریف لانے کا حکم دیا اور سرخی میں یہ لکھا ہے :۔

در ذکر رفتن عیسے صلوۃ اللہ علیہ ناحیۃ نصیبین یعنے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے جانے کا ذکر نصیبین میں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر لکھا ہے۔

ارباب اخبار گفتہ اند کہ درزماں عیسے بادشاہ ے بود رولایت نصیبین بغایت متکبر و جبار حضرت نبوی بدعوت او مامور شدہ متوجہ نصیبین گشتہ۔ اس تمام عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نصیبین میں گئے۔"

(۲) مولوی سید صادق حسین صاحب مرزائی اٹاوی نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" کے ص ۳۸ پر لکھا ہے۔

"صاحب روضۃ الصفا نے یہ بھی لکھا ہے کہ سفر نصیبین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کی والدہ اور حواری بھی تھے اور ان میں سے تین حواریوں کا نام یعقوب، تومان، شمعون بتایا ہے واضح ہو کہ یہ

توماں حواری جس کا ذکر روضۃ الصفا میں لکھا ہے اور جو سفر نصیبین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہی تھوما حواری ہے جس کی نسبت انسکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے کہ وہ ہندوستان میں آیا جیسا کہ ہم اوپر بھی دکھلا چکے ہیں اب جب توماں یا تھوما حواری اس مہاجرانہ سفر میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تھا اور اس کی یعنی تھوما کی نسبت یہ امر مسلم ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں آیا تو ایسی حالت میں عقلاً یہ امر واجب التسلیم قرار پاتا ہے کہ ملک کشمیر میں پہنچ کر خان یار میں پانے والا یوز آسف فی الحقیقت یسوع آسف ہے نہ کوئی اور۔"

جواب

(۱) کتاب تاریخ روضۃ الصفا۔ من تالیفات محمد خاوند شاہ مطبوعہ ۱۲۷۱ھ چھاپ بمبئی جلد اول کے صفحہ ۱۳۰ پر عنوان یوں قائم کیا گیا ہے۔ "ذکر احوال حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام" اس کے بعد اُن کی ولادت کا ذکر خیر ہے۔ صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ پر لفظ مسیح کی بحث کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۳۲ پر اُن کے معجزات مندرجہ سورۃ آل عمران مثلاً اندھے اور برص والے کو اچھا کرنا اور مردے زندہ کرنا باذن اللہ درج ہیں۔ صفحہ ۱۳۲ پر عنوان یوں ہے۔ "ذکر رفتن عیسےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ بناحیہ نصیبین و زندہ شدن سام ابن نوحؑ بدعائے آنحضرتؑ۔" صفحہ ۱۳۳ پر عنوان ہے۔ ذکر نزول مائدہ از آسمان بدعائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۳۴ پر عنوان ہے "ذکر مہاجرت عیسیٰؑ از بیت المقدس و ظہور بعضے از معجزات اودران سفر" ص ۱۳۵ پر عنوان یوں ہے۔ "ذکر رفع حضرت عیسیٰؑ از دار یہوداں بر آسمان بحکم ایزد منان۔" صفحہ ۱۳۶ پر حضرت عیسیٰؑ کی جگہ کسی اور شخص کا اُن کا ہم شکل ہو کر مارا جانا اور حضرت

عیسیٰ کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے۔ پھر اس کے آگے یوں لکھا ہے:۔

"و کثیرے از ثقات روایت کردہ اند کہ عیسی در بیت المعمور مقیم ست وایزد تعالےٰ سبحانہ بشری ازوے انتزاع نمودہ است و طبع ملائکہ کرامت فرمودہ و آنحضرت باایشاں در آں مقام تا دامن آخر الزمان بعبادت قیام خواہد نمود و چوں حضرت مہدیؑ در آخر الزماں خروج کند عیسےٰ بامر خداوند عالمیاں از آسمان بمکہ معظمہ نزول فرماید در مسجد الحرام و در وقتیکہ مردم صفوف راست کردہ باشند تا بامہدیؑ فریضہ بامداو بگذارند در آں حال منادی ندا کند کہ ایں شخص عیسیٰؑ بن مریم ست کہ آز آسمان فرود آمدہ و خلایق متوجہ عیسےٰ شدہ از نزول او مسرور گردند و مہدی ازوے التماس نماید تا امت احمدؐ را امامت فرماید و عیسیٰ گوید کہ تو پیش رو کہ ما امروز متابعت شما باید نمائیم و مہدی در محراب رفتہ و سائر مسلمین باقتدا نمودہ نماز بگذارند گفتہ اند کہ عیسےٰ بعد نزول از عالم علوی چہل سال دیگر زندگانی کند و تزویج میل فرماید و فرزنداں ازوے متولد گردند باعداے ملت احمدی محاربہ فرمایند و مجموع امم مختلفہ را کہ از دین بیگانہ باشند تقبل آورد و در زمان او شیر و شتر و پلنگ بابقر و گرگ باگوسفند زیست مے کند و کودکان باحیات بازی کنند و چوں بعالم بقا خرامد مسلمانان بروے نماز گذاردہ در حجرہ عائشہؓ کہ مدفن حضرت رسالتؐ و شیخینؓ است مدفونش سازند و صلی اللہ علی نبینا و علیہ و علی سائر الانبیاء والمرسلین الی یوم الدین۔ ذکر مقتل بنی اسرائیل در فتن حواریان بدعوت خلق اطراف + چوں عیسیٰ بآسمان رفت یہود اصحاب او را گرفتہ در تعذیب کشیدند۔" (صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷)

ناظرین نے دیکھ لیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں نے کس قدر مغالطہ دیا ہے۔ کتاب تاریخ الصفا میں تو حضرت مسیح ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا۔ اب تک آسمان میں زندہ رہنا اور قیامت کے

عنقریب آسمان سے نازل ہونا اور فوت ہو کر آنحضرت علیہ السلام کے روضہ مبارکہ میں دفن ہونا صاف طور پر لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم اور آپ کے تین حواری نصیبین کی طرف ان کے رفع سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کا مذہب یہ ہے کہ "حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر (ملک شام میں) کھینچے گئے تھے۔ مرہم عیسےٰ سے ان کے زخموں کا علاج ہوا۔ پھر اس صلیبی واقعہ کے بعد آپ نے عراق۔ ایران۔ افغانستان۔ پنجاب و کشمیر کا سفر کیا۔ ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔ سرینگر محلہ خانیار میں اُن کی قبر ہے۔" تاریخ روضۃ الصفا کا مضمون اس سے بالکل الگ ہے۔ اس کتاب میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ واقعہ صلیبی کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے اپنی والدہ کے ساتھ مشرقی ممالک کا سفر کیا اور یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ مسیح کشمیر میں آکر فوت ہوا تھا۔

(۲) صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کی عمر مبارک رفع کے وقت ۳۳ سال تھی (دیکھو تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۲۴۵) اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح ناصری کی والدہ حضرت مریم صدیقہ کی قبر (۱) بیت المقدس میں ہے۔ (دیکھو مولوی سید محمد سعید صاحب مرزائی کا خط مندرجہ کتاب اتمام الحجۃ صفحہ ۲۰ و ۲۱ کا حاشیہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ واقعہ صلیبی کے بعد حضرت مسیح اور حضرت مریم کا مشرقی ملکوں کی طرف آنا سراسر غلط ہے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی تاریخوں اور تفسیروں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح اور حضرت مریم صلیبی واقعہ کے بعد کشمیر میں تشریف لائے اور نہ یہ لکھا ہے کہ مسیح کشمیر میں مر گیا۔

(۳) بیشک تھوما حواری کی قبر مدراس (میلاپور) میں موجود ہے۔ مگر

تھوما حواری حضرت عیسیٰ کے رفع کے بعد ہندوستان میں آیا تھا اور شہر کا لمین واقع احاطہ مدراس میں وہاں کے راجہ کے حکم سے شہید ہوا تھا (کاتھولک کلیسا کی مختصر تواریخ ص ۲۰ و ۲۱ و صفحہ ۲۸)۔

ANTI AHMADIYYA/QA
MOVEMENT IN ISL
Gala No. 15, Bhola Seth KI
210, Maulana Azad Rd., Cro
Madanpura, MUMBAI-400
INDIA. Tel. 309 84 47

قادیانی خبط العشوا

حضرت مریم کی قبر،

(۱) مولوی سید محمد سعید مرزائی ساکن طرابلس کی تحریر کتاب اتمام الحجۃ کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ کے حاشیئے پر ہے۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے۔ اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا۔"

(۲) حکیم خدا بخش صاحب مرزائی کی کتاب عسل مصفا حصہ اول صفحہ ۵۳۴ پر ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ممالک مشرقیہ میں آئیں کیوں کہ ان کی قبر بھی ارض مقدسہ میں نہیں ــــــــــــــــــــ

حضرت مریم کی قبر اب تک کاشغر میں موجود ہے جس کو شک ہو جا کر دیکھ لے۔"

---

(۱) نیز دیکھو تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۱۵۷

(۳) مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے الفاظ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جولائی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۲۵۶ کے حاشیے پر یوں ہے۔

"آخرکار مسیح کی قبر بھی محلہ خانیار سری نگر میں مل گئی۔ اس قبر کے متعلق بھی لوگوں سے دریافت کیا گیا اور تاریخ سے پتہ لیا گیا تو یہی معلوم ہوا کہ یہ اسی یوز آسف کی قبر ہے جو انیس سو سال ہوئے کہ کشمیر میں آیا تھا۔ مزید ثبوت یہ ملا کہ وہ قبر اور اس کے ساتھ والی مسیح کی ماں کی قبر ٹھیک اسی طرز پر ہیں جس طرح بنی اسرائیل کی قبریں ہوتی تھیں۔"

نوٹ:۔ سری نگر کے محلہ خانیار میں ایک قبر تو شاہزادہ یوز آسف کی ہے اور دوسری قبر پیر سید نصیر الدین کی ہے۔ (تاریخ کشمیر صفحہ ۸۲)

مرزائی مولویوں کے عجیب و غریب اقوال

(۱) مولوی غلام رسول صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور شام سے کشمیر کی طرف آتے ہوئے درمیان کے سفر میں نصیبین سے درے کی طرف راستہ میں عیسےٰ خیل اور کوہ مری جو دراصل کوہ مریم ہے ایسے نشانوں کا پایا جانا ضرور اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ حضرت مسیح اور حضرت مریم کو ضرور ان مقامات سے کوئی تعلق اور کوئی نسبت ہے۔" (رسالہ التنقید ص ۳۳)

نوٹ:۔ قوم عیسیٰ خیل کے علاوہ موسےٰ زئی۔ محمد زئی۔ عمر زئی و یوسف زئی قومیں بھی تو سرحد پر ہیں۔ اور کوہ سلیمان کو کیوں بھول گئے۔ کیا حضرت سلیمان نبی علیہ السلام یہاں آئے تھے۔

(۲) منشی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں:۔

"معلوم ہوتا ہے حضرت مریم صدیقہ کشمیر میں للہ ددی (بی بی للہ)

کے نام سے مشہور ہیں یہ نام آپ کا عبرانی کے الماہ سے بگڑ کر بنا ہے عبرانی میں جوان عورت کو الماہ کہا کرتے ہیں۔" (رسالہ اعجاز احمدی کے ص ۱۲ کا حاشیہ + و ص ۱۸ کا حاشیہ)

نوٹ:۔ حضرت لله ددی رحمتہ اللہ علیہا ایک مجذوبہ کشمیر میں گزری ہیں اور آپ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوئی ہیں۔ (اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی پیدائش ۷۱۲ھ میں اور وفات شریف ۷۸۶ھ میں ہوئی تھی۔) ان کو حضرت مریم قرار دینا سراسر غلط ہے۔

(۳) مولوی نظام الدین صاحب مرزائی نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"اور یہ جو بعض تواریخ میں آیا ہے کہ یوز آسف "شولاپت" سے آیا تھا اور عربی تحریروں میں اصل لفظ "شولابت" آیا ہے یعنی اصل میں "ب" کے ساتھ ہے اور فارسی تحریروں میں حرف "پ" کے ساتھ آیا ہے یہ دراصل "صلیب" کی بگڑی ہوئی صورت ہے اور کشمیری ملاں آج بھی "صلیب" کو "صولیب" کہتے ہیں باوجود اس کے کہ ان کو تنبیہ کی گئی پھر بھی "صلیب" ان کے منہ سے نہیں نکلتی۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۲۳)

کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۱۷ و ۳۲۱ اور کتاب "شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر" کے صفحہ ۲ و ۱۴ پر لکھا ہے کہ شہزادہ یوز آسف کا باپ ہندوستان میں ایک حکمران تھا اور اکمال الدین کے صفحہ ۳۳۵، ۳۵۸، ۳۵۹ اور کتاب شہزادہ یوز آسف کے صفحہ ۲۶ و ۱۲۸ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ یوز آسف کا وطن سرزمین "سولابط" تھا۔ اس لفظ کو لفظ "صلیب" سے کیا تعلق ہے۔

(۴) سید صادق حسین صاحب اٹاوی لکھتے ہیں:۔

"پس کیا تعجب کہ اجنبی زبان کا نام ہونے اور مرورِ زمانہ اور کثرت استعمال کے سبب سے ہندوستان میں برتھولما حواری کا نام بگڑا بگڑا کر بلوہر ہو گیا ہو۔"

(کشف الاسرار ص ۴۶)

یہ بات سراسر غلط ہے کیوں کہ کتاب اکمال الدین کے ص ۳۲۵ اور کتاب شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر کے ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ یوز آسف کی عقل و علم و کمال و فکر و تدبیر و فہم و زہد و ترکِ دنیا کا شہرہ دور دور پھیل گیا اور ایک شخص نے جو کہ اہلِ دین و اہلِ عبادت میں سے تھا اور اس کا نام بلوہر تھا یہ خبر لنکا میں سنی اور یہ شخص بڑا عابد اور حکیم دانا تھا اس نے دریا کا سفر کیا اور سولابط کی طرف آیا حواری برتھولما تو ملک شام میں ہوا ہے۔

(۵) قاضی ظہور الدین صاحب اکمل مرزائی نے فرمایا ہے:۔

"پکی روٹی وڈی میں لکھا ہے۔ "جیکوئی پچھے عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی کتنی ہوئی تو آکھ جی یک سو تریہہ ور ہے۔" اب خیال فرمایئے کہ واقعہ صلیب تو ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا پس یقیناً اس کے بعد زمین پر زندہ رہے ہیں اور ۱۲۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔" (ضمیمہ ظہور المسیح صفحہ ۲۲ و ۲۳)

(۶) مفتی محمد صادق صاحب نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً ہندوستان تشریف لائے اور قبر سرینگر میں انہیں کی ہے۔۔۔۔۔

پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔ "ایسو کول تے کچھ نہ پھول" غالباً مرورِ زمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا اور اصل یوں تھا کہ ایسو کول یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے۔ لیکن کچھ اس کی بابت

کھول کر دریافت نہ کرو کیوں کہ یہ امر پردے کے رکھنے کے لائق ہے کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔"

(اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۱و۱۸و۲۵ر مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۱۱)

واہ صاحب واہ! کیا زبردست دلیل جناب مفتی صاحب کو سوجھی ہے۔ بہت خوب۔

قادیانی الفاظ "ممکن ہے" کی تردید

(۱) مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے صفحہ ۲۰ کے حاشیے پر لکھا ہے:۔

"ہر ایک نبی کے لئے ہجرت مسنون ہے اور مسیح نے بھی اپنی ہجرت کی طرف انجیل میں اشارہ فرمایا ہے اور کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس بات پر بھی غور نہیں کرتے کہ حضرت مسیح نے کب اور کس ملک کی طرف ہجرت کی بلکہ زیادہ تر تعجب اس بات سے ہے کہ وہ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح نے مختلف ملکوں کی بہت سیاحت کی ہے بلکہ ایک وجہ تسمیہ اسم مسیح کی یہ بھی لکھتے ہیں۔ لیکن جب کہا جائے کہ وہ کشمیر میں بھی گئے تھے تو اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ جس حالت میں انہوں نے مان لیا کہ حضرت مسیح نے اپنی نبوت کے ہی زمانہ میں بہت سے ملکوں کی سیاحت بھی کی تو کیا وجہ کہ کشمیر جانا ان پر حرام تھا۔ کیا ممکن نہیں کہ کشمیر میں بھی گئے ہوں اور وہیں وفات پائی ہو اور پھر جب صلیبی واقعہ کے بعد ہمیشہ زمین پر سیاحت کرتے تو آسمان پر کب گئے۔ اس کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے۔"

نوٹ:۔ یہ جو مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "ہر ایک نبی کے لئے

ہجرت مسنون ہے۔" صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں فرمایا۔ کسی صحیح حدیث نبویؐ میں بھی یہ نہیں ہے۔ اناجیل اربعہ مروجہ کے الفاظ ہم مسلمانوں کے لئے حجت نہیں ہیں۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت مسیح نے صلیبی واقعہ کے بعد مختلف ملکوں کی بہت سیاحت کی ہے۔ تاریخ روضۃ الصفاء جلد اول صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۵ میں یہ لکھا ہے کہ واقعہ صلیبی سے پہلے حضرت مسیح نصیبین کی طرف گئے تھے پھر ملک شام میں واپس آئے اور آسمان پر اٹھائے گئے۔

مسیحی تاریخوں، اسلامی تاریخوں، اسلامی تفسیروں اور اہل کشمیر کی تاریخی کتابوں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ صلیبی واقعہ کے بعد ملک شام سے ہجرت کر کے کشمیر میں چلے آئے اور یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی قبر سری نگر میں ہے۔

(۲) مولوی غلام رسول صاحب مرزائی کے الفاظ رسالہ "التنقید" کے صفحہ ۲۵ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کتاب اکمال الدین جس میں یوز آسف کا ذکر ہے اس کو حضرت مسیحؑ نہیں سمجھتے بلکہ ہندوستان کے شاہزادوں سے ایک شاہزادہ سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی یوز آسف کے نام کا شہزادہ بھی ہو چکا جس کا نام مسیحؑ کے اسی کے نام پر رکھا گیا ہو جیسا کہ سینکڑوں آدمیوں کا نام انبیاء کے نام پر ابراہیم، اسحاق، اسمٰعیل، یعقوب، یوسف، داؤد، سلیمان، عیسےٰ، محمدؐ، وغیرہ بطور تفاؤل رکھا جاتا ہے۔"

(۳) مفتی محمد صادق صاحب مرزائی کی تحریر

لیڈی مسز فرد کا بیان

اخبار فاروق قادیان۔ مورخہ ۲۷ر اپریل و ۴ر مئی ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۵ پر ہے:۔

"اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست مولوی دستگیر صاحب احمدی کو جو میلاپور میں رہتے ہیں۔ ایک لیڈی مسز فرد نام نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ خود حضرت مسیح بھی ہندوستان آئے تھے اور ممکن ہے کہ تھوما کا کام دیکھنے گئے ہوں۔ تھوما خود بھی کہتے ہیں کہ مسیح نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔"

(۴)

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۱و۱۸و۲۵/ مئی ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۰ پر ہے۔

"جیسا کہ بعض مورخین کی رائے ہے تھوما اور اس کے بعد بار تھولومیو ہر دو صاحبان ہندوستان تشریف لائے اور مرقس نے بھی اپنے ایلچی بھیجے اور ممکن ہے کہ بعض دیگر حواری بھی آئے ہوں۔"

(۵) مولوی شیر علی صاحب مرزائی کی تحریر

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۷۴ پر ہے:۔

"اگر یوز آسف کے قصہ کے بعض واقعات گوتم کے حالات سے ملتے ہوں تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ ممکن ہے کہ جس طرح گوتم کو بدھ (یعنی حکیم) کا خطاب دیا گیا ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی یہی خطاب دیا گیا ہو۔ بدھ صرف گوتم کا ہی نام نہیں گوتم سے پہلے بھی اور پیچھے بھی کئی بدھ ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح کے ہند میں آنے پر ممکن ہے کہ اہل ہند نے ان کو بھی بدھ کا خطاب دیا ہو۔"

جواب

الفاظ "ممکن ہے" کوئی دلیل نہیں ہو سکتے۔ دلیل کے بغیر کوئی بات قابلِ تسلیم نہیں ہوتی۔ خود مرزائیوں کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ

تمبر ۱۹۱۰ء جلد ۹۔ نمبر ۹۔ صفحہ ۳۴۸ پر ہے۔

"ایک امر کا ممکن ہونا اور چیز ہے اور فی الواقع اس امر کا واقع ہونا اور چیز ہے۔"

نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کشمیر کے شہر سری نگر میں جو شاہزادہ یوز آسف کی قبر ہے وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر نہیں ہے۔ اور قادیانی مذہب باطل ہے۔

ختم شد

عرضِ حبیب

عاجز نے اس کتاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی جن کتابوں کو مد نظر رکھا ہے ان کا نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) کشف الغطاء مصنفہ مرزا صاحب
(۲) ایام الصلح مصنفہ مرزا صاحب
(۳) راز حقیقت مصنفہ مرزا صاحب
(۴) ست بچن مصنفہ مرزا صاحب
(۵) مسیح ہندوستان میں مصنفہ مرزا صاحب
(۶) کتاب البریہ مصنفہ مرزا صاحب
(۷) تذکرۃ الشہادتین مصنفہ مرزا صاحب
(۸) حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب
(۹) کشتی نوح مصنفہ مرزا صاحب
(۱۰) الہدیٰ مصنفہ مرزا صاحب
(۱۱) اعجاز احمدی مصنفہ مرزا صاحب

(۱۲) تحفہ گولڑویہ مصنفہ مرزا صاحب
(۱۳) تحفہ غزنویہ مصنفہ مرزا صاحب
(۱۴) تحفہ الندوہ مصنفہ مرزا صاحب
(۱۵) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا صاحب
(۱۶) عسل مصفےٰ حصہ اول مصنفہ حکیم خدا بخش صاحب مرزائی
(۱۷) ظہور المہدی و ظہور المسیح مصنفہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل
(۱۸) کشف الاسرار، مصنفہ سیّد صادق حسین صاحب ساکن اٹاوہ
(۱۹) رسالہ التنقید۔ مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب مرزائی
(۲۰) کتاب محقق۔
(۲۱) کتاب اسرار شریعت مصنفہ مولوی محمد فضل خان صاحب مرزائی۔ ان کے علاوہ مرزائی اخبار الحکم۔ بدر۔ الفضل۔ فاروق۔ پیغام صلح لاہور اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے بہت سے پرچے دیکھے گئے ہیں۔

◆◆◆

ANTI AHMADIYYA QADYANI
MOVEMENT IN ISLAM,
Gala No. 15, Thora Seth Ki Chawl,
810, Maulana Azad Rd., Cross Lane,
Madanpura, MUMBAI-400 008.
INDIA. Tel. 309 84 47.